Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 50 وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ شمارہ 52

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ200روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10پونڈ

11/ شوال1422ہجری 27/ فتح1380ہش 27/ دسمبر2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان22/دسمبر2001ء(مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت سلام کے متعلق بصیرت افروز تفصیل بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے

جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کو عید الفطر کی مبارک باد اور

عید کی خوشیوں میں غریب بہن بھائیوں کو شامل کرنے کی تلقین

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّلَامُ کے متعلق قرآن مجید و حدیث کی روشنی میں حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ عید الفطر

بمقام مسجد فضل لنڈن مورخہ ۱۷دسمبر ۲۰۰۱ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورہ مائدہ کی درج ذیل سترہویں آیت کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ بیان فرمایا۔

يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورۃ المائدہ آیت ۱۷)

ترجمہ:- اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اس کے بعد حضور پرنور نے فرمایا کہ آج کے خطبہ کا تعلق خدا کی صفت "السَّلٰم" سے ہے۔ فرمایا آج 'السّلٰم' سب پر ہو۔ تمام معتکفین پر، سب دنیا کے رہنے والوں پر، سب احمدیوں کو ہمارا السلم علیکم پہنچے۔

اس کے بعد حضور پرنور نے متعدد قرآنی آیات اور عربی لغت کی روشنی میں 'سلم' کے معنی بیان فرمائے۔

حضور پرنور نے سلام کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا تذکرہ فرمایا۔ چنانچہ پہلی حدیث حضور نے یہ بیان فرمائی:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو اُن باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اور اُن باتوں کی طرف ہجرت کرے جن سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

دوسری حدیث حضور انور نے بخاری 'کتاب المظالم' سے بیان فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی نے اپنے کسی بھائی پر اور اسکی عزت کے بارہ میں یا اور کسی بارہ میں کچھ زیادتی کی ہو تو آج ہی اس کا حساب چکا لے، قبل اس کے کہ وہ دن آجائے

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۸/ رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز ہفتہ) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۳۹ تا ۱۴۹ کے درس کا خلاصہ

(تیسری قسط)

لندن۔(۸ر رمضان المبارک۔ ۲۴ر نومبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا آٹھواں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۳۹ تا ۱۴۹ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت ۱۳۹، ۱۴۰ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد اس کے مشکل الفاظ کی حل لغات پیش فرمائی۔ سب سے پہلے مفردات امام راغب کے حوالہ سے لفظ ﴿جَاوَزْنَا﴾ کی لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جَوْزُ الطَّرِيْقِ کے معنی راستہ کے وسط کے ہیں۔ اسی سے جَازَ الشَّیْءُ ہے جس سے کسی چیز کا جائز یا خوشگوار ہونا مراد ہوتا ہے گویا اس نے وسط طریق کو پکڑا۔ جَوْزُ السَّمَآءِ، وسط آسمان۔ اَلْجَوْزَآءُ آسمان کے ایک بُرج کا نام ہے کیونکہ وہ بھی وسطِ آسمان میں ہے۔ شَاةٌ جَوْزَآءُ، سیاہ بھیڑ جس کے وسط میں سفیدی ہو۔ جَاوَزَهٗ کسی چیز کے وسط سے آگے گزرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ﴾۔ پھر ﴿يَعْكُفُوْنَ﴾ کی حل لغات میں فرمایا: اَلْعُكُوْفُ: اَلْاِقْبَالُ عَلَى الشَّیْءِ وَمُلَازَمَتُهٗ عَلٰى سَبِيْلِ التَّعْظِيْمِ۔ تعظیماً کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا اور اس سے وابستہ رہنا۔ اور شرعاً مسجد میں اپنے آپ کو پابند رکھنے کو کہتے ہیں۔ اور ﴿مُتَبَّرٌ﴾ کے تحت فرمایا: اَلتَّبْرُ کے معنی اَلْاِهْلَاكُ ہلاک کر دینے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے تَبَرَهٗ وَ تَبَّرَهٗ۔ اس نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ. وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا. وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا﴾۔

(مفردات امام راغب)

باقی 8 صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

وقف جدید

......رحمت کا ایک دروازہ......

سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے جماعتی ترقی اور بڑھتی ہوئی ضروریات کا علم پا کر احباب جماعت کے سامنے ایک عظیم الشان منصوبہ پیش فرمایا۔ جو جماعت میں 'وقف جدید' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضور نے اس تحریک کی اہمیت، اغراض و مقاصد پر متعدد خطبات ارشاد فرمائے۔ اس منصوبہ کے دو حصے تھے۔ ایک قریہ قریہ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے افراد کا اپنی زندگیاں وقف کرنا، اور دوسرا اس کام کے لیے مالی قربانی کرنا۔ چنانچہ احباب نے اس پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہر دو شعبوں میں بہت عمدہ نمونہ پیش فرمایا۔ چونکہ اسلام کا عالمگیر غلبہ خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں شامل ہے اور اس کے لیے ہر عملی اقدام میں برکت و نصرت عطا ہوتی ہے۔ لہذا اس تحریک کو بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت عطا ہوئی اور ہندوستان بھر کے مختلف صوبوں شہروں اور دیہاتوں میں جہاں تبلیغ کے ذریعہ جماعتیں قائم ہونے لگیں انکی تربیت کے بھی انتظامات کئے جانے لگے۔ اور یہ سلسلہ آج تک ترقی پذیر ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس تحریک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور انورؓ فرماتے ہیں:

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لیے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لیے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔"

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پیغام احباب جماعت کے نام) (بحوالہ مجموعہ خطبات وقف جدید)

وقف جدید کا آغاز 27 دسمبر 1957ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔ اس لحاظ سے یکم جنوری 2002ء سے اس تحریک کا 45واں سال شروع ہوگا۔ 1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا تاکہ بچپن سے ہی دلوں میں اس تحریک میں شمولیت کا احساس پیدا ہو۔ 25 دسمبر 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے یہ تحریک پہلی بار پوری دنیا تک وسیع کرنے کا اعلان فرمایا۔ اس سے پہلے یہ تحریک صرف ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش تک محدود سمجھی جاتی تھی۔ گزشتہ سال تک یہ تحریک دنیا کے 107 ممالک میں جاری ہو چکی تھی۔

حضورؓ نے یہ تحریک بیان کرنے کے بعد جماعت کے سامنے یہ بات ابتداءً رکھی کہ میں فی الحال دس واقفین لینا چاہتا ہوں لیکن آپ کی خواہش تھی کہ یہ الٰہی تحریک درجہ بدرجہ ترقی کرتی چلی جائے اور جلد ہی ایک وقت ایسا آجائے کہ ہزاروں واقفین اس تحریک میں کام کر رہے ہوں۔ پھر یہ واقفین صرف پاکستان سے ہی نہ ہوں بلکہ دوسرے ممالک سے بھی ہوں۔ اور جوں جوں واقفین کی تعداد ترقی کرتی جائے اور خرچ میں اضافہ ہوتا جائے، جماعت اپنی قربانیاں بھی تیز سے تیز کرتی جائے تاکہ دنیا میں رشد و اصلاح کا کام کما حقہ انجام دیا جا سکے ہر جماعت میں اگر ایسا ہو سکے تو کم از کم دس دس پندرہ پندرہ میل کے حلقہ میں ایک ایسے واقف زندگی کو مقرر کریں جس نے خدمت اسلام کے لیے اپنی زندگی وقف کی ہو اور تعلیم و تربیت کا کام انجام دے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بے حد و حساب تائیدات و نصرتیں جماعت کے شامل حال ہو رہی ہیں۔ جس پر ہم جتنا بھی سجدات شکر بجالائیں کم ہے اس کے ساتھ ہی بحیثیت جماعت اور فرد جماعت ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ جہاں دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیں وہاں ساتھ ہی ان نو مبائعین کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بھی انجام دیں۔ اور اس کے لیے مال جان اور وقت کی قربانی ضروری ہے۔ اور انہیں مقاصد کے پیش نظر سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وقف جدید کی بابرکت تحریک جاری فرمائی۔ اور آج ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ہر مخلص احمدی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے اور اسی طرح جہاں تک ممکن ہو اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت کے وارث بنیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالھم و انفسھم بان لھم الجنۃ۔ یعنی اللہ نے مومنوں کے اموال و نفوس خرید لئے ہیں تاکہ وہ انکو جنت عطا فرمائے۔ پس ہر شعبہ زندگی میں کام کرنے والے افراد کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو وقف کریں طلباء اپنی زندگیاں وقف کریں اساتذہ وقف کریں جو چھٹیاں وقف کر سکتے ہیں وہ وقف عارضی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ جو بعد ریٹائرمنٹ کے وقف کر سکتے ہیں وہ ریٹائرمنٹ کے بعد وقف میں حصہ لیں جو ابھی مالی لحاظ سے شامل نہیں انہیں چاہئے کہ جلد از جلد اس مبارک تحریک میں شامل ہوں اور جو ادائیگی کر رہے ہیں انہیں چاہئے کہ از سر نو اپنی ادائیگی اور وعدوں پر نظر ڈالیں اور جہاں تک ممکن ہے پہلے سے بہت بڑھ کر قربانی کا نمونہ پیش کریں تاکہ جہاں ہم حضورؓ کی توقعات کو پورا کر سکیں اللہ تعالیٰ کے بیش از بیش فضلوں کے وارث بن سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ وقف جدید کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے ایک رحمت کا دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے وہ وقف جدید کا دروازہ ہے۔ اس نظام کے ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ نے ہمارے لیے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ وقف جدید کا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے ...... ہر نیا سال جو چڑھتا ہے وہ کچھ نئی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے اور کچھ نئی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے یا قربانیوں میں کچھ زیادتی کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے مقابلہ میں خدا کی نئی رحمتوں کے دروازے کھولتا ہے۔ ہر تحریک جو اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہء اسلام کے لئے جماعت احمدیہ میں جاری کی گئی ہے وہ اس آیت کے ماتحت جاری کی گئی ہے نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم کہ کس طرح افراد جماعت اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رحمت کو حاصل کرنے والی ہیں۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اپنی طرف سے زیادہ سے زیادہ جد و جہد یا اجتہاد یا مجاہدہ ہم کریں تاکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں اور پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک مومن بندہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو تہی دست پاتا ہے اور تہی دست سمجھتا ہے اور یقین رکھتا ہے وقف جدید کی تنظیم جماعت کی تربیت کے لئے بڑی اہم تنظیم ہے ...... سال نو کے اعلان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ نیا سال آرہا ہے۔ مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے نئی ذمہ داریوں اور نئی قربانیوں کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے لاسکیں ان میں سے ایک ذمہ داری وقف جدید کی ہے اس ذمہ داری کو اپنے سامنے رکھیں جتنے روپے کی ہمیں ضرورت ہے وہ مہیا کریں اور بطور معلمین جتنے آدمیوں کی ہمیں ضرورت ہے ہمیں دیں اور مخلص واقف دیں ...... تو ایک طرف تو وقف جدید کے چندوں کی طرف متوجہ ہوں اور دوسرے وقف جدید کے لئے جتنے اور جس قسم کے احمدیوں کی ضرورت ہے بطور معلم کے وہ آدمی اتنی تعداد میں مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ (الفضل ۴ جنوری ۱۹۶۷ء)

(قریشی محمد فضل اللہ)

پس انسان کو ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی احتیاج ہے اور ہمیں ہر قسم کی قربانیاں اسکی راہ میں دینی چاہئیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر (مجھ پر اور آپ پر بھی) بڑا فضل کیا ہے۔ اور ہمیں توفیق عطا کی ہے کہ ہم اس کے مسیح موعود پر ایمان لائیں اور اسکی راہ میں اس نیت سے قربانیاں دیں کہ اسکی رضا ہمیں حاصل ہو۔ اور دنیا میں اسلام غالب آئے۔ اس وقت غلبہ اسلام کے راستہ میں جتنی بھی ضرورتیں پیش آتی ہیں وہ آپ لوگوں نے ہی پوری کرنی ہیں۔ اگر آپ ان ضرورتوں کو پورا نہیں کریں گے تو کھڑے ہو کر یہ تقریر کرنا کہ اسلام کا غلبہ مقدر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیگا کہ ہمارے ذریعہ اسلام غالب آئے بے معنی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو دنیا میں غالب تو کرے گا لیکن اگر ہم بحیثیت جماعت خلق جدید کے مستحق نہیں ٹھہریں گے تو دنیا میں کسی اور قوم میں خلق جدید کا نظارہ نظر آئے گا اسلام تو بہر حال غالب آئے گا لیکن کیوں نہ وہ ہمارے ہاتھ سے غالب آئے کیوں غیر اللہ کے فضلوں کے وارث بنیں اور ہم محروم رہ جائیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم بھی اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں بھی اور وہ لوگ بھی جو ہمارے ساتھ بعد میں آکر شامل ہوں گے سارے ہی خدا کے فضلوں کے وارث بنیں اور اس کے انعامات کے مستحق ٹھہریں۔ پس بخل کو دل سے نکال دینا چاہئے اور اس یقین کامل کے ساتھ نکال دینا چاہئے کہ خدا کی راہ میں بخل دکھانا جہنم کو مول لینا ہے۔ اور اس سے زیادہ شر اور کوئی ہے ہی نہیں غرض اگر ہم خیر چاہتے ہیں تو ہمیں دل سے بخل نکالنا ہی پڑیگا اور خدا تعالیٰ کے در پر کھڑے ہو کر یہ کہنا پڑیگا کہ اے خدا سب تو نے ہی ہم کو دیا ہے۔ ہم سے جتنا تو چاہتا ہے لے لے ہم جانتے ہیں کہ زمین و آسمان کی میراث تیری ہی ہے۔ سب کچھ تیرا ہے۔ تو ہمارا امتحان لیتا ہے آزماتا ہے اور تو ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو جو تیرے فضل نے ہمیں دی تھیں تیرے حضور ساری (اگر ساری کی ساری دینے کا حکم ہو) یا کچھ (اگر کچھ دینے کا حکم ہو) پیش کر دیں۔ سو ہم یہ چیزیں اس یقین پر اور اس دعا کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ تو ہم پر رحم کرے۔ اور اپنی دینی و دنیوی نعمتوں سے ہمیں نوازے۔ اور اس دنیا میں بھی تیری رضا کی نظر ہم پر رہے۔ اور اس دنیا میں بھی ہم تیری رضا حاصل کرنیوالے ہوں۔

(ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث الفضل ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۸)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
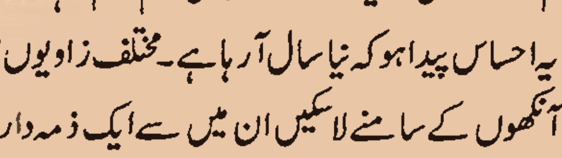
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

خطبہ جمعہ

تسبیح کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر نقص و عیب سے پاک قرار دینا۔

ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ آنحضرتؐ نے کثرت سے تسبیح کرنے کی نصیحت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف ہر برائی و کمزوری سے پاک ہے بلکہ وہ ہر صفت محمودہ سے متصف ہے

دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ۔ ایک صبر کرنا اور دوسرے نمازوں کو سنوار کر ادا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۶/اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۶/اخاء ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمد لله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج کا خطبہ خدا تعالیٰ کی صفت سبوحیت سے متعلق ہے۔ سبوحیت کے کیا معنی ہیں۔ لسان العرب سے پہلے میں اس کی تشریح پیش کرتا ہوں۔ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَ السُّبُّوْحُ الْقُدُّوْسُ . قَالَ اَبُو اِسْحَاق اَلسُّبُّوْحُ الَّذِیْ یُنَزَّهُ عَنْ کُلِّ سُوْءٍ . وَالْقُدُّوْسُ: اَلْمُبَارَكُ . قَالَ ابْن سيده سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ مِنْ صِفَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . لِأَنَّهٗ يُسَبَّحُ وَ يُقَدَّسُ ـ

اَلسُّبُّوْحُ اَلْقُدُّوْسُ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ السبوح وہ ذات ہے جو ہر ایک برائی سے منزہ ہے۔ اور القدوس کے معنی مبارک کے ہیں۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کہ سبوح قدوس اللہ عزوجل کی صفات میں سے ہے کیونکہ اس کی تسبیح و تقدیس بیان کی جاتی ہے

مفردات راغب میں لکھا ہے اَلسُّبُّوْحُ اَلْقُدُّوْسُ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور کلام عرب میں فُعُولٌ کے وزن پر ان دو الفاظ کا کوئی اور استعمال نہیں۔ اَلسُّبُّوْحُ کا مطلب ہے اَلْقُدُّوْسُ۔ اَلسُّبُّوْحُ کا لفظ اَلسَّبْحُ سے نکلا ہے جس کا لفظی معنی ہے اَلْمَرُّ السَّرِيْعُ فِی الْمَآءِ اَوِ الْهَوَاءِ۔ یعنی کسی چیز کا پانی یا ہوا میں تیزی سے حرکت کرنا اور تسبیح کا مطلب ہے تَنْزِیْهُ اللّٰه تَعَالٰی۔ یعنی اللہ کو ہر عیب اور نقص سے پاک قرار دینا۔ یہ دراصل خدا تعالیٰ کی عبادت میں پوری مستعدی سے مشغول ہونے کا مطلب رکھتا ہے۔ ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ چیزیں زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی کمال حکمت پر دلالت کرتی ہیں۔ زبان حال سے اس طرح کہ ہر چیز اپنی خلقت میں عیب سے خالی ہے۔ کوئی ایک بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کی تخلیق پر آپ کہہ سکیں کہ اس میں فلاں عیب پایا جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے زبان حال سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے جو ان کا خالق ہے۔ لیکن دوسرا معنی اسی آیت میں یہ بھی ہے ﴿وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں وہ ذہنی طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کی تسبیح کا مطلب سمجھ سکیں لیکن وہ چیزیں شعوری طور پر اور غیر شعوری طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح ضرور بیان کرتی ہیں، اور وہ پرندے چرندے وغیرہ سب سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنے رب کی کیا تسبیح کی ہے۔

المفردات میں لکھا ہے سَبَّحَ کا مطلب ہے اس نے سُبْحَانَ اللّٰه کہا، اس نے اللہ تعالیٰ کو ہر نقص سے پاک قرار دیا۔ پھر لسان العرب میں ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ : مَعْنَاهُ تَنْزِیْهًا لِلّٰهِ مِنَ الصَّاحِبَةِ وَالْوَلَدِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ :تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ مِثْلٌ اَوْ شَرِیْكٌ، اَوْ نِدٌّ اَوْ ضِدٌّ ۔ سُبْحَانَ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے بلند و برتر ہے کہ کوئی اس جیسا ہو یا اس کا کوئی شریک ہو یا کوئی مد مقابل ہو۔

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم میں روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: سُبْحَانَ اللّٰه! آپ کی اس بات سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ (مسلم کتاب الایمان)

یعنی خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بھی وہ آنکھ نہیں دی جو خدا تعالیٰ کو ننگی آنکھ سے دیکھ سکے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خود اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ وہ خدا کو دیکھ سکے۔ پس اس پہلو سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے توبہ کی کہ کیسی بیہودہ بات کر رہے ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ کو دیکھا تو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے کوئی ظاہری آنکھ ایسی نہیں ہے جس سے کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کو دیکھ سکے۔

آل عمران آیت ۴۲۔ ﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً .قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْکُرْ رَّبَّكَ کَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ﴾۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! میرے لئے کوئی نشان مقرر کر دے۔ اس نے کہا تیرا نشان یہ ہے کہ اشاروں کے سوا تو تین دن لوگوں سے بات نہ کرے۔ اور اپنے ربّ کو بہت کثرت سے یاد کر اور تسبیح کر شام کو بھی اور صبح کو بھی۔

اس کے تعلق میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو (اُن میں) خوب کھاؤ پیو۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت کے باغات کیا ہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا: "مسجدیں"۔ تو یاد رکھیں یہ مسجدیں جنت کے باغات ہیں یہاں جتنی بھی تسبیح و تحمید کریں اتنا ہی آپ کو گویا جنت کے پھل ملیں گے۔ مَیں نے عرض کیا: چرنے سے کیا مراد ہے؟۔ فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰه وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات) کہ چرنا جو ہے، کیا کھاتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰه پڑھو، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو اور اَللّٰهُ اَکْبَر پڑھو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجالس کا کفارہ یہ ہے کہ انسان یہ دعا پڑھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ اے میرے اللہ تُو پاک ہے اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ۔ مَیں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری ہی طرف جھکتا ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المكثرين)۔ یہاں مجالس کا کفارہ بیان فرمایا ہے مجلسوں میں انسان کئی قسم کی بیہودہ باتیں بھی کرتا ہے، لغو اور فضول بھی بکتا ہے تو اس قسم کی جو غلطیاں مجالس میں اکثر ہو ہی جاتی ہیں اس کا کفارہ یہ ہے کہ انسان پھر اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے عرض کرے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ! اے اللہ تو ہی ہے جو برائی سے پاک ہے ہم تو عاجز بندے ہیں اور برائیوں میں ملوث بھی ہیں اور تُو صرف برائیوں سے پاک نہیں وَبِحَمْدِكَ ایسا پاک ہے کہ حمد کی وجہ سے صرف برائی سے پاک نہیں بلکہ ایک مثبت صفت بھی اپنی ذات میں رکھتا ہے۔ سَبَّحَ معنے بالکل پاک، حمد جس میں خدا تعالیٰ کی صفات حمد بھی ہوں۔ پھر ہے أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ اِلَيْكَ مَیں تجھ سے ہی مغفرت چاہتا ہوں اور تیری ہی طرف جھکتا ہوں۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کُنَّا اِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم جب کسی بلندی پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور ہم جب نیچے کی طرف اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد ۔ باب التسبیح اذا ھبط وادیا)۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان جب بلندی کی طرف چڑھتا ہے تو اپنی بڑائی کی طرف خیال جاتا ہے کہ ہم کتنے بڑے ہو گئے ہیں۔ تو اس وقت اَللّٰهُ

اکبر کہنا چاہئے کہ سب سے بلند اور بڑی ذات تو اللہ کی ہے انسان کی تو کوئی حیثیت نہیں۔ تھوڑی سے بلندی پر جا کر اتنا فخر جب کہ کائنات کی بلندیاں تو لامتناہی ہیں۔ پھر جب نیچے اترتے تھے تو تسبیح کرتے تھے یعنی خدا تعالیٰ ہر بُرائی سے پاک ہے۔ نیچے اترتے وقت انسان کے دماغ میں آتا ہے کہ اب مَیں نیچے تنزّل کی طرف جا رہا ہوں اس وقت یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تنزّل سے پاک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "﴿قَالَ اٰیَتُکَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا﴾ حضرت زکریا کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تُو تین دن اشاروں کے سوا کسی سے بات نہ کرے گا"۔ اس کا مطلب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ لکھتے ہیں "ہم تیرے لئے وہ بات پیدا کر دیں گے یعنی تجھے وہ طاقت نصیب کریں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تجھے بیٹا عطا فرمائے گا۔ یہ معنے نہیں کہ آپ تین دن کے لئے گونگے ہو گئے۔ اگر یہ بات تھی تو پھر ﴿وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ﴾ کے کیا معنے ہوئے"۔ اگر گونگے ہو گئے تھے تو اللہ تعالیٰ کا، اپنے رب کا، ذکر بلند کرنا یہ کیسے ممکن تھا۔ فرماتے ہیں: "مَیں نے اس نسخہ کو بے اولادوں کے لئے بہت آزمایا اور اکثر مفید پایا ہے۔ ایسے لوگوں کو مَیں نے کہا ہے کہ کم بولنے کی عادت ڈالو اور تسبیح اور ذکر میں مشغول رہو"۔

(حقائق الفرقان جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۶۸)

سورۃ الرعد کی آیت ہے ﴿وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ وَھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰہِ ۔ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ﴾ (سورۃ الرعد:۱۴)۔ اور بجلی کی گھن گرج اس کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کرتی ہے۔ اب یہاں بھی بجلی کی گھن گرج تسبیح کرتی ہے مگر حمد کے ساتھ۔ یہاں حمد سے کیا مراد ہے اس لئے کہ جب بجلی چمکتی ہے تو سب سے پہلے تو وہ پاک کرنے والی ہے چیزوں کو۔ وہ بیہودہ جراثیم، ہر قسم کے گند کو جلا دیتی ہے۔ پھر حمد اس میں یہ ہے کہ اسی بجلی کے ذریعہ سے سمندر کا پانی نتھر کے آسمان پہ بلند ہوتا ہے اور پھر وہ صاف ستھری بارش بن کے برستا ہے۔ تو یہ صرف تسبیح ہی نہیں بلکہ ساتھ حمد بھی ہے۔

تو فرماتا ہے فرشتے بھی اس کے خوف سے تسبیح کر رہے ہوتے ہیں۔ اب فرشتے خدا تعالیٰ کے خوف سے تسبیح کیوں کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ فرشتوں کو تو ان معنوں میں خوف نہیں ہے کہ گویا ان پر کوئی بلا نازل ہو گی۔ وہ بندوں کی خاطر خوف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے ان کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ اس بجلی کے بد اثرات ان کے اوپر نہ مترتب ہوں۔ جبکہ وہ اللہ کے بارہ میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ یہ بجلیاں برسا رہا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا ثبوت ان بجلیوں میں بادل کی کڑکوں میں اس کی تسبیح و حمد میں ہے لیکن وہ لوگ سمجھتے نہیں۔

سورۃ الحجر کی ننانوے آیت۔ پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر۔ تو ہر جگہ صرف تسبیح نہیں بلکہ حمد بھی ساتھ بیان فرمائی گئی ہے۔ یہ خالی تسبیح اکیلے کرنا سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ کو برائیوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ اور ہم خود بھی برائیوں سے پاک ہونا چاہتے ہیں۔ اور وہ محض برائیوں سے پاک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ حمد سے مملوّ ہے۔ اس لئے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اپنے نفس کو پاک اور صاف اور حمد سے بھرا ہوا بنانا چاہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس میں یہ نکتہ پیش کیا ہے "فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ دشمنوں سے بچنے کا طریق بتایا"۔ (تشحیذ الاذہان جلد نمبر ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۲)۔ "فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ: بعض لوگوں نے سجدوں میں عجیب عجیب طرح کی دعائیں قرآن شریف کی مختلف آیات سے لے کر پڑھنی شروع کر دی ہیں حالانکہ سجدوں میں قرآنی دعاؤں کے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ دیکھیں کہ یہاں جو صاف حکم ہے اس کی تعمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کس طرح فرمائی۔ رکوع و سجود میں پڑھا جاتا ہے۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ حضرت

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

مجدد الف ثانی نے اس کے متعلق کہ رات کو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھ کر سوئے ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ جیسا کہ کسی کو تحفہ و ہدیہ دیں ویسا ہی انعام ملتا ہے۔ جناب الٰہی میں جو تسبیح و تحمید کا تحفہ پیش کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس شخص کو جس نے ہدیہ پیش کیا گناہوں سے پاک کر دے گا اور پسندیدہ افعال سے محمود بنائے گا۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۷۱)

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۴۴-۴۵، ﴿سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ۔ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا﴾ (بنی اسرائیل :۴۴-۴۵)۔ پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ اُسی کی تسبیح کر رہے ہیں سات آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے۔ اور کوئی چیز نہیں مگر وہ اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہی ہے۔ ہر چیز صرف تسبیح اس طرح نہیں کرتی کہ وہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو ہر برائی سے پاک دیکھتی ہے بلکہ ہر برائی سے پاک دیکھنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہر صفت محمودہ کو موجود پاتی ہے۔ آخر پہ ہے وہ یقیناً بہت بُردبار (اور) بہت بخشنے والا ہے۔ بُردبار تو اس پہلو سے ہے کہ وہ لوگوں کو برائیوں میں ملوث دیکھتا ہے اور حلم سے کام لیتا ہے ورنہ ہر برائی پہ اگر پکڑ لے تو کوئی مخلوقات میں سے باقی نہ رہے اور بخشنے والا یہ ہے کہ اس کے علاوہ جو اس سے غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں وہ ان پر ان کی بخشش بھی فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں:

"ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے خدا کی تقدیس کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اُس کی تقدیس نہیں کرتی۔ پر تم اُن کی تقدیسوں کو سمجھتے نہیں۔ یعنی زمین آسمان پر نظر غور کرنے سے خدا کا کامل اور مقدس ہونا اور بیٹوں اور شریکوں سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر ان کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۲۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے۔ تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے۔ ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے"۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا کہ زمین کو بھی تقدیس بخش۔ فرمایا: "یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ﴾"۔

(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت ﴿اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ﴾ کے متعلق فرماتے ہیں:

"یعنی ہر یک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے۔ اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کرے گا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے"۔

(رسالہ معیار المذاہب مشمولہ نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۲۱)

اب دنیا بھر میں کتنے مذاہب ہیں سب میں اللہ کا ذکر اور اللہ کی تسبیح ہے خواہ بت بھی لوگ پوجتے ہوں پوچھو تو کہتے یہی ہیں کہ ہم اللہ کے قریب ہونے کے لئے ان کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ قربت الٰہی کا آخری مقصد ہے جو ہر دل میں پایا جاتا ہے اور مشرک بھی اس سے خالی نہیں ہیں۔ پس یہ غور طلب معاملہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر دل میں اپنی طرف کشش کیوں پیدا کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"کل اشیاء خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔ تسبیح کے معنے یہی ہیں کہ جو خدا ان کو حکم کرتا ہے اور جس طرح اُس کا منشا ہوتا ہے وہ اسی طرح کرتے ہیں"۔ اب تسبیح کا یہاں ایک یہ نیا معنی پیدا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "جو خدا ان کو حکم کرتا ہے اور جس طرح اُس کا منشا ہوتا ہے وہ اسی طرح کرتے ہیں"۔ جیسا کہ فرشتوں نے کہا ﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ﴾ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ۔ تو فرشتے تو وہی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حکم ان کو عطا ہوتا ہے۔ اسی طرح سچی تسبیح کرنے والا

وہی ہے جو اللہ کے ہر حکم اور ارادے کے منشا کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیتا ہے۔"اتفاقی طور سے دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ذرّہ ذرّہ پر تصرف تام اور اقتدار نہ ہو تو وہ خدا ہی کیا ہوا اور دعا کی قبولیت کی اس سے کیا امید ہو سکتی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ وہ ہوا کو جدھر چاہے اور جب چاہے چلا سکتا ہے اور جب ارادہ کرے بند کر سکتا ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں پانی اور پانیوں کے سمندر ہیں جب چاہے جوش زن کر دے اور جب چاہے ساکن کر دے۔ وہ ذرّہ ذرّہ پر قادر اور مقتدر خدا ہے، اس کے تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں۔"

(الحکم۔ جلد ۷۔ نمبر ۱۴۔ بتاریخ ۱۷/اپریل ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۷،۶)

اب سورۃ طٰہٰ کی ۱۳۱ ویں آیت: ﴿فَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا. وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی﴾۔ اس ایک آیت میں سورۃ طٰہٰ کی ۱۳۱ ویں آیت میں تمام نمازوں کا ذکر ہے۔ فجر کی نماز سے لے کر ظہر، پھر عصر کا پھر مغرب کا پھر عشاء کا پھر تہجد کی نماز کا۔ تو مفسرین نے اس ایک آیت سے یہی استنباط کیا ہے کہ ہر نماز کا ذکر اس ایک آیت میں موجود ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے "پس جو وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر۔ سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے نیز رات کی گھڑیوں میں بھی تسبیح کر اور دن کے کناروں میں بھی تاکہ تو راضی ہو جائے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:"﴿سَبِّحْ﴾ نماز پڑھو ﴿اٰنَآئِ الَّيْلِ﴾ مغرب، عشاء، تہجد" "﴿اَطْرَافَ النَّهَارِ﴾"یعنی مغرب عشاء اور تہجد رات کے اور دن کے کناروں پر واقع ہوگی۔"دن کے ڈھلنے سے پہلے اشراق اور ضحیٰ اور بعد ظہر، ﴿اِصْبِرْ﴾ دشمنوں کی ہلاکت کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں۔ ایک صبر کرنا، دوم نمازیں سنوار کر پڑھنا۔ ہم نے بہت تجربہ کیا ہے ﴿لَعَلَّكَ تَرْضٰی﴾ ان نمازوں سے کچھ ایسی بات ملے گی کہ تم خوش ہو جاؤ گے"۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹/جون ۱۹۱۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"آؤ نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"۔ پس اس سے مراد یہی ہے کہ دشمن جو تم پر قیامت توڑ رہا ہے اگر تم نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں گریہ وزاری سیکھ لو تو وہ قیامت دشمنوں پر ٹوٹ پڑے گی۔

پھر حضرت ذوالنون کے متعلق یہ آیت ہے سورۃ الانبیاء: ۸۸: ﴿وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اور مچھلی والے (کا بھی ذکر کر) جب وہ غصے سے بھرا ہوا چلا اور اس نے گمان کیا کہ ہم اُس پر گرفت نہیں کریں گے۔ پس اندھیروں میں گھرے ہوئے اُس نے پکارا کہ کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ تو پاک ہے۔ یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔

اب اس میں یہ گمان کیوں کیا کہ خدا اس کی گرفت نہیں کرے گا۔ اس خیال سے کہ انہوں نے جو بھی فعل کیا تھا وہ اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کیا تھا اس لئے وہ اپنے وطن میں دوبارہ واپس نہیں گئے کہ ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں نے تو ان پر عذاب کی پیشگوئی کی ہے اور جب مجھے دیکھیں گے تو تمسخر اڑائیں گے اور کہیں گے دیکھو لو اپنا عذاب جو کہہ رہے تھے۔ ان کو پتہ نہیں تھا کہ پیچھے کیا واقعہ گزر چکا ہے۔ وہ لوگ جو حضرت ذوالنون کے تابع تھے جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے ان کے متعلق یہ وضاحت آتی ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ عذاب سر پر آ گیا ہے تو سب اپنے جانوروں کو اپنے بچوں کو لے کر اس حالت میں باہر جنگل میں نکلے کہ بچوں کو دودھ نہیں پلایا گیا تھا اور جانوروں کے بچوں کو دودھ نہیں پلایا گیا تھا۔ اور اس تکلیف کی وجہ سے وہ بے انتہا چیخ و چہاڑ مچا رہے تھے اور اتنا دردناک آہ و بکا کا منظر تھا کہ ساری قوم کی درد سے چیخیں نکل گئیں۔ اور اس وقت انہوں نے خدا سے دعا مانگی تو حضرت یونس بے چاروں کو کیا پتہ تھا کہ پیچھے کیا حال ہوا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت یونس واپس گئے اور دل میں یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نہیں پکڑے گا وہ بخشش کرنے والا ہے۔ اور واقعۃً پیچھے سے بخشش ہی کا سلوک ہو رہا تھا تو اس وقت پھر جب وہ مچھلی کے اندھیروں میں گئے، گلے میں اٹک گئے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دعا اپنے فضل سے سکھائی ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ﴿سُبْحٰنَكَ﴾ تو پاک ہے ﴿اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ میں ظالموں میں سے تھا۔

اس دعا کے متعلق جامع ترمذی میں یہ حدیث ہے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ذوالنون حضرت یونسؑ کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی وہ ایک ایسی دعا ہے کہ کبھی کسی نے یہ دعا نہیں کی مگر ضرور مقبول ہوئی۔ وہ دعا یہ ہے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾۔ اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ میں اپنی جان پر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔ (جامع ترمذی)

سورۃ المومنون کی ۹۲ آیت ﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾۔ کہ اللہ نے کوئی بیٹا نہیں اپنایا ﴿وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ﴾۔ اور اس کے ساتھ اس کا کوئی شریک، معبود نہیں۔ اگر ایسا ہوتا کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود اس کی خدائی میں شریک ہوتے ﴿اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ﴾ تو ہر خالق نے جو خدا کے سوا ہوتا اس نے بھی تو کوئی تخلیق کی ہوئی ہوتی۔ اگر تخلیق سے عاری تھا تو وہ خالق کیسے بن گیا۔ پس اگر وہ خالق تھا اور اس نے تخلیق کی تھی تو اپنی اپنی تخلیق لے کر وہ سب خدا بھاگ جاتے۔ یعنی مصنوعی خدا جن کو تم مانتے ہو اگر وہ واقعۃً خالق ہوتے تو اپنی تخلیق پر قبضہ کرتے۔ تم اپنی چیزیں جو خود بناتے ہو ان پر قبضہ کرتے ہو۔ وہی تمہاری مالکیت کا ثبوت ہیں کہ تم ان کے مالک ہو تو وہ کیوں اپنی ملکیت کو اللہ کے سپرد کرتے وہ یقیناً ان چیزوں کو لے کر الگ ہو جاتے اور اس طرح ﴿لَفَسَدَتَا﴾ زمین و آسمان فساد سے بھر جاتے۔ اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے۔ وہ مصنوعی خدا جو اگر خدا کے سوا کوئی اور ہوتا تو وہ اس خدائی پر چڑھائی کرتے، ساری کائنات میں تم فساد ہی فساد دیکھتے اور کہیں وہ امن نظر نہ آتا جو اس وقت کائنات پر غور کرنے سے نظر آتا ہے۔ ایک ہی خدا کا ثبوت ملتا ہے ساری کائنات سے اور کسی کا قانون نہیں چلتا ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ صفات بیان کرتے ہیں، اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہر ایک نقصان سے پاک ہے۔ وہ تو غنی اور بے نیاز ہے، جس کو کسی کی حاجت نہیں۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، سب اُسی کا ہے۔ کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جس کی تائید میں تمہارے پاس کسی نوع کا علم نہیں۔" (براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۳۴۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ طبع اوّل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا اپنی ذات میں کامل ہے۔ اس کو کچھ حاجت نہیں کہ بیٹا بناوے۔ کونسی کسر اُس کی ذات میں رہ گئی تھی جو بیٹے کے وجود سے پوری ہوگئی۔ اور اگر کوئی کسر نہیں تھی تو پھر کیا بیٹا بنانے میں خدا ایک فضول حرکت کرتا جس کی اس کو کچھ ضرورت نہ تھی۔ وہ تو ہر یک عبث کام اور ہر یک حالت ناتمام سے پاک ہے۔ جب کسی بات کو کہتا ہے: ہو۔ تو ہو جاتی ہے۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۳۸۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا يَصِفُوْنَ" کے متعلق فرماتے ہیں:- خدا تعالیٰ ان عیبوں سے پاک و برتر ہے جو وہ لوگ اس کی ذات پر لگاتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ۔ صفحہ ۵۰۹۔ حاشیہ در حاشیہ۔ نمبر ۳)

"اور مشرک لوگ ایسے نادان ہیں کہ جنات کو خدا کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اُس کے لئے بغیر کسی علم اور اطلاع حقیقت حال کے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۳۷، ۴۳۸۔ حاشیہ در حاشیہ۔ نمبر ۳)

یہ بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں بہت فصیح و بلیغ کلام ہے۔ ایک تو مراد یہ ہے کہ مصنوعی طور پر جو چیز بنائے رکھے حقیقت میں نہ ہو اس کو تراشا کہتے ہیں۔ کوئی گپ تراشتا ہے، کوئی فرضی بات تراشتا ہے اور دوسرے انہوں نے بت اور بتیاں اپنی تراشی ہوئی ہوتی ہیں۔ تو ظاہراً بھی وہ تراشے جاتے اور تراشی جاتی ہیں اور حقیقت حال کے طور پر بھی۔ یعنی ان کا کوئی وجود نہیں، محض ذہنی تراش خراش ہے۔

سورۃ النور کی ایک آیت ہے ﴿فِیْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ. رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ. يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ﴾ (النور: ۳۷، ۳۸)

ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ نے اذن دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کے

نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علاوہ صحابہ کی بھی صفات بیان ہو رہی ہیں۔ فرمایا ہے وہ بلند ہیں اس لئے کہ اپنے گھروں میں ذکر الٰہی بلند کرتے ہیں۔ اور جب ذکر الٰہی بلند ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ان کا نام بھی بلند ہو رہا ہوتا ہے اور صبح و شام اس کی وہ تسبیح کرتے ہیں۔ ایسے عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل خوف سے اُلٹ پلٹ ہو رہے ہوں گے اور آنکھیں بھی۔

اب اس آیت سے واضح طور پر بعض مفسرین کی وہ غلطی واضح ہوتی ہے جس میں بیان کرتے ہیں کہ تجارت کے قافلے آتے تھے تو نعوذ باللہ من ذالک سارے صحابہ رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دیتے تھے اور خود تجارت کے قافلوں کی طرف بھاگ جاتے تھے۔ یہ ترجمہ کرنا اس جگہ بے محل اور غلط ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کو وہ صحابہ جنہوں نے جنگ کی انتہائی سختیوں میں بھی نہ چھوڑا وہ معمولی تجارت کی غرض سے ان کو چھوڑ دیں گے اور دیکھئے اس آیت میں کیسے واضح فرمایا ہے "وہ عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے"۔

ترمذی کتاب الدعوات میں داؤد بن علیؒ جو کہ عبداللہ بن عباسؓ کے بیٹے ہیں اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک لمبی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک رات جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے: پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کا لبادہ اوڑھا اور اس کے ساتھ معزز قرار پایا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے علاوہ کوئی اور ذات تسبیح کے لائق نہیں۔ فضل اور نعمت والی ذات پاک ہے بزرگی والی اور معزز ذات پاک ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو بڑے جلال و اکرام والی ہوتی ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ما یقول اذا قام من اللیل الی الصلوٰۃ)

اب یہاں یہ محاورے ہیں "بزرگی کا لبادہ اوڑھا"۔ اللہ تعالیٰ تو جسمانی نہیں، روحانی وجود ہے اور ہر قسم کے لبادہ سے پاک ہے مگر اس کی شان کو دکھانے کی خاطر جس طرح ایک بزرگ عظیم الشان لبادہ پہنے کھڑا ہوتا ہے تمثیلی طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کی جا رہی ہے۔

ایک حدیث ہے ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کہتے ہیں کہ ایک رات آنحضرت ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ دوران تلاوت جب عذاب کی آیت پڑھتے تو رک جاتے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگتے۔ اور جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو رک کر دعا کرتے اور رکوع میں آپ سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدے میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھتے۔

سنن النسائی میں عبدالرحمٰن بن غنم روایت کرتے ہیں کہ ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمدہ طور پر وضو کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ اور الحمد للہ میزان کو بھر دے گی اور تسبیح و تکبیر زمین و آسمان کو بھر دیں گے۔ اور نماز نور ہے اور زکوٰۃ بُرہان ہے اور صبر کرنا روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حُجّت ہے"۔ (سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ)

"نماز نور ہے اور زکوٰۃ بُرہان ہے"۔ نماز تو نور ہے اور نور عطا کرتی ہے۔ زکوٰۃ بُرہان کیسے ہو گئی۔ جب انسان کو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہو تو اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے ورنہ کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ پیارا محنت سے کمایا ہوا مال بے وجہ کسی کو دے دے تو وہ دلیل ہے۔ برہان فرمایا ہے اس کو۔ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو نور تسلیم کیا اور اس نور سے استفادہ کرتا ہے۔ اور صبر کرنا روشنی ہے۔ صبر کرنا روشنی اس لئے ہے کہ رات کو جب انسان سخت تکلیف میں ہو تو اگر صبر سے گزارا کرے ساری رات تو صبح آخر نور پھوٹ ہی جاتا ہے۔ تو صبر کے نتیجہ میں دکھ دور ہو جاتے ہیں اور اندھیری راتیں روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا کلام کیسا فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے اور پھر فرمایا "قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حُجّت ہے"۔ اب قرآن ہی گواہی دے گا کہ انسان کے اعمال کیسے ہیں یا اس کے حق میں گواہی دے گا یا اس کے خلاف گواہی دے گا اور اس سے بڑی گواہی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سورۃ النور میں آیت ۴۲ میں ہے۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ﴾ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پَر پھیلائے ہوئے پرندے بھی۔ ان میں سے ہر ایک اپنی عبادت اور تسبیح کا طریقہ جان چکا ہے۔ اور اللہ اس کا خوب علم رکھنے والا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اب سورۃ الفرقان کی آیت ۵۹ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرَا﴾ (ترجمہ): اور توکل کر اُس زندہ پر جو کبھی نہیں مرے گا اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں پر خبر رکھنے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

اب توکّل انسان بظاہر اپنے ماں باپ پر بھی کرتا ہے، اپنے دوستوں پر بھی کرتا ہے، اپنے عزیزوں رشتہ داروں پر بھی کرتا ہے، کسی بڑے آدمی سے واقفیت ہو، بادشاہ سے دوستی ہو تو وہ اُس پر توکل کرتا ہے مگر یہ سارے تو زندہ نہیں رہا کرتے۔ کوئی نہ کوئی کسی وقت انسان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی دوست گزر جاتے ہیں کبھی ماں باپ ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں، کبھی بادشاہِ وقت جاتا رہتا ہے۔ صرف ایک ذات ہے جو نہیں مرتی اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پس صرف اللہ ہی پر توکل ہونا چاہئے۔ جو حَیّ ہے زندہ ہے۔ لَا یَمُوْتُ اور کبھی اس پر موت نہیں آتی۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں پر خبر رکھنے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔ اس کو کسی اور کی اطلاع کی ضرورت نہیں۔ کوئی اور اگر اطلاع دے تو بیچ میں چغلی بھی لگا سکتا ہے، غلط باتیں بھی منسوب کر سکتا ہے۔ مگر اللہ جو براہ راست جانتا ہے اسے کیا ضرورت ہے کسی اور کی گواہی دینے کی وہ خود ہی ہمیشہ اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار رہتا ہے۔

بخاری کتاب الایمان والنذور میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں کہ جو زبان پر بہت ہلکے معلوم ہوتے ہیں مگر خدائے رحمان کے نزدیک وزن کے لحاظ سے بہت بھاری ہیں اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ"۔ (البخاری کتاب الایمان) کہ اللہ پاک ہے ہر برائی سے، اور مملوء ہے ہر حمد سے۔ یعنی محض پاک ہونا کافی نہیں وہ حمد سے بھرا ہوا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔ اور یہ ہے عظمت کا نشان۔ اس کے بغیر کوئی عظمت نہیں۔ برائی سے پاک ہو اور حمد سے بھرا ہوا ہو۔ یہ عظمت کی دلیل ہے پس سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے بعد جب کھڑے ہو کر انسان یہ دعا پڑھتا ہے، تہجد میں، تو یہ اس کا مطلب ہے کہ ابھی تم نے خدا تعالیٰ کی عظمت کا اقرار کیا ہے۔ اب سن لو کہ عظمت تب ہو سکتی ہے جب وہ ہر برائی سے پاک ہی نہ ہو بلکہ ہر

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں التماس

جیسا کہ قبل ازیں امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں بذریعہ سرکلر یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سالِ رواں میں قائدین مجالس کا انتخاب ہونا ہے۔ آئندہ دو سال یعنی یکم نومبر ۲۰۰۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء تک کیلئے قائدین کا انتخاب کروایا جانا مقصود ہے۔ اس تعلق میں قواعد انتخاب و دیگر تفصیلات قبل ازیں بذریعہ ڈاک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ اعلان ہٰذا کے ذریعہ تمام امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ اولین فرصت میں ہی اپنی اپنی جماعتوں میں انتخاب کروا کر رپورٹ سے دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کو مطلع فرمائیں۔ اگر کسی جگہ قواعد انتخاب پر مشتمل سرکلر نہ پہنچا ہو تو بھی انتخاب کروائیں۔ انتخاب کے متعلق جملہ معلومات ماہنامہ مشکوٰۃ خدام الاحمدیہ میں درج ہیں۔ جملہ امراء و صدر صاحبان سے تعاون کی درخواست ہے۔ اور قائدین علاقائی سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کی مجالس کا اس پہلو سے جائزہ لیں گے۔ اور بروقت قائد کے انتخاب کو یقینی بنائیں تا کہ مجلس کے کام متاثر نہ ہوں۔ جزاکم اللہ

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

تبلیغ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

خوبی سے مرصّع بھی ہو۔

ایک کتاب الدعوات ترمذی میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تسبیح نصف میزان ہے اور الحمدللہ میزان کو بھر دے گی"۔ اب دیکھئے آنحضور ﷺ کا قول۔ ہر بات کیسی فصیح و بلیغ ہے۔ "تسبیح نصف میزان ہے"۔ تسبیح کروگے تو برائیوں سے پاک بیان کروگے۔ مگر یہ کافی نہیں کچھ اور بھی ضرورت ہے۔ "حمد اس میزان کو بھر دے گی"۔ حمد سے وہ جو کمی رہ جاتی ہے تمہاری تعریف میں یا تمہاری ثنا میں وہ پوری ہو جائے گی اور کلمہ لاَ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ اسے اللہ تک پہنچنے کے لئے درمیان میں کوئی حجاب نہیں۔ اور جہاں تک کلمہ لاَ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا تعلق ہے وہ اللہ کو براہ راست پہنچتا ہے اور اس کے درمیان میں کوئی حجاب واقع نہیں ہوتا۔ وہ سچے معنوں میں جو اللہ کو اپنا معبود سمجھتا ہے اس کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا یہ کلمہ ایسا ہے جو براہ راست خداتعالیٰ تک رسائی پاتا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ مَیں سخت بیمار ہوا۔ یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورہ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اَور شخص بیمار ہوا تھا۔ وہ آٹھویں دن راہی ملکِ بقا ہو گیا حالانکہ اُس کے مرض کی شدّت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولہواں دن چڑھا تو اُس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خداتعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّد "۔ اب یہ بھی دعا ہے جو مَیں جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ تہجد میں باقاعدہ پڑھا کریں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں اور آپ کی آل پر۔ اور دو دفعہ عَلٰی نہیں ایک ہی دفعہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ. تو آپ کی آل کو آپؐ کے ساتھ اس طرح پیوست کر دیا ہے کہ اُسی آپ ہی کے درود میں آپ کی آل کو بھی درود پہنچتا ہے۔

جب یہ دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھائی گئی تو فرماتے ہیں:

"میرے دل میں خداتعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو، ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیّبہ پڑھ"۔ اب یہ بھی ایک مزید الہام تھا دل میں کہ کس طرح اب یہ تیری بیماری دور ہوگی۔ فرمایا "دریا سے ریت والا پانی منگواؤ اور اس کے ساتھ ریت بھرے پانی کو اپنے جسم پر ملو اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تُو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور مَیں نے اُسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر، تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ بیماری بکلّی مجھے چھوڑ گئی اور مَیں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۱،۳۲)

مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ وفات پاگئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

دنیا تو اک سرا ہے ، بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے ، آخر کو پھر جدا ہے

خاکسار کی زوجہ سیدہ عائشہ بیگم صاحبہ بنت سید عبدالرزاق صاحب کتور آف ہبلی صوبہ کرناٹک بتاریخ 17 شعبان 1422 ہجری (4 نومبر 2001) سنیچر واتوار کی درمیانی شب 2 بجے وفات پاگئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ وفات کے وقت ان کی عمر 66 سال کی تھی۔

مرحومہ کی صحت ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے اکثر تشویشناک صورت اختیار کر جایا کرتی تھی لیکن مارچ 2001 میں اُن پر بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ بلڈ پریشر کے انتہائی حد تک بڑھ جانے سے گردے فیل ہو گئے۔ دل بڑھ گیا۔ جو پورے طور پر کام نہ کرتا تھا۔ خون کی کمی اور کمزوری ہوتی گئی۔ لواحقین نے حسب مقدور علاج و خدمت کی۔ مرحومہ کے حقیقی بھائی ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب M.S.London اور اُن کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر رافعہ خاتون صاحبہ نے دن رات ایک کر کے علاج و خدمت کی۔ احمدیہ شفاخانہ قادیان نے پورا پورا تعاون کیا۔ خداتعالیٰ سب کو بہتر جزا دے آمین۔

مخلص باپ نے اپنی تینوں بیٹیاں تین مبلغین کے ساتھ بیاہ دیں تھیں۔ مرحومہ اپنے والدین کی پانچ اولادوں میں سے درمیانی تھیں۔ اپنی تین بہنوں میں سے درمیانی تھیں۔ اپنے سسرال والی بھاوجوں میں سے درمیانی تھیں۔ ان کی وفات میری 28.2.01 کی خواب کی تعبیر نکلی کہ میری بائیں طرف کی نیچے کی درمیانی داڑھ منہ سے نکل کر میرے بائیں میں آگئی ہے۔ جس کا جڑ کی طرف والا نصف حصہ نہیں ہے۔ میں نے داڑھ کو منہ میں اس کی جگہ فٹ کر دیا"۔

مرحومہ خاموشی سے خیرات کرنے والی اپنی سہیلیوں سے آخر دم تک محبت و پیار سے رہنے والی متوکل و صابر تھیں۔ کمزوری کے باوجود رمضان شریف کے روزے رکھنے۔ قرآن مجید کا دور کرنے اور نماز ادا کرنے والی خاتون تھیں۔ مہمان نوازی کرنے میں مسرت محسوس کیا کرتی تھیں۔ غریب و بے سہارا بچوں کو اپنے ہاتھ سے پارچات سی کر خاموشی سے دیا کرتی تھیں۔ کفایت شعار اور سنجیدہ مزاج تھیں۔ میرے ساتھ انہوں نے 44 برس کا عرصہ گذارا۔ ساری زندگی میں انہوں نے مجھ سے کبھی کوئی ایسا مطالبہ نہیں کیا جو میری طاقت سے باہر ہو۔ آمدنی کے اندر رہ کر گھر چلانے والی عسر میں ساتھ دینے والی نیک مشورہ دینے والی تعاون کرنے والی تھیں۔ ترجمۃ القرآن ہندی کے 15 سال کے عرصہ میں اُنہی کی وجہ سے میں گھر کے تفکرات سے بے نیاز رہا۔ انہوں نے پانچ بیٹوں اور تین بیٹیوں کو پالا پوسا۔ پڑھایا اور ایک چھوٹے بیٹے کے سوا باقی بچوں کی شادیاں کیں۔

خاکسار ان تمام بزرگوں، بہنوں اور بھائیوں کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس سانحہ کے موقعہ پر ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح مختلف اخبارات جن میں دینک جاگرن۔ امر اُجالا۔ ہند سماچار۔ پنجاب کیسری۔ اجیت۔ اجیت سماچار۔ جگ بانی نے مرحومہ کی وفات پر اظہار افسوس کی خبریں شائع کیں۔ میں ان سب ایڈیٹران کا بھی شکر گزار ہوں۔

خداتعالیٰ سب کو اپنی نعمتوں سے نوازے آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ مرحومہ کے بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان

رمضان المبارک کے لیل ونہار و عیدالفطر

جماعت احمدیہ راماں منڈی ضلع بھٹنڈہ (پنجاب) میں امسال رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ بڑے احسن رنگ میں گزارنے کی توفیق ملی۔ روزے و نماز کے ساتھ دن و رات گزرے باجماعت تراویح ہوئی تعلیمی وتربیتی کلاسز لگائی گئیں۔ جبکہ بعد نماز فجر درس القرآن کا انتظام کیا گیا۔ اسی طرح سے ان بابرکت ایام میں احباب و مستورات نے صدقات و خدمت خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نیز غریبوں۔ بیواؤں اور یتیموں کی رقوم و کپڑوں سے امداد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے نیز آئندہ مزید خدمت خلق کی توفیق دے۔ آمین

محض خدا کے فضل و کرم سے تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ یہاں بڑے جوش وخروش سے عیدالفطر کی خوشی منائی گئی اس خوشی کے موقع میں جماعت احمدیہ راماں منڈی کے علاوہ مضافات سے بھی احمدی مرد وزن شامل ہوئے نیز ہندو سکھ احباب و مستورات نے بھی بخوشی اس تقریب میں شرکت کی بعد نماز عید خاکسار نے "عید اور انسانیت" پر خطبہ دیا لوگوں نے بہت پسند کیا بعدہٗ باجماعت اجتماعی دُعا کرائی گئی نیز احباب نے گلے مل کر ایک دوسرے کو عید مبارک پیش کی آخر میں چائے و شیرینی سے مہمانان کرام کی تواضع کرائی گئی جو کہ تقریباً ڈیڑھ صد پر مشتمل تھے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ مزید ترقی کے ساتھ عید منانے کی توفیق دے۔ آمین (محمد طفیل احمد مبلغ راماں منڈی ضلع بھٹنڈہ)

بقیہ: خلاصہ درس القرآن از صفحہ اول

آیت ۱۳۹۔۱۴۰: ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ ..... مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾۔ پھر فرمایا کہ علامہ فخر الدین رازی ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ ..... الخ﴾ کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی قسماقسم کی نعمتوں کا ذکر کیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے دشمن کو ہلاک کیا۔ اور انہیں دشمن کی زمینوں اور ان کے گھروں کا وارث کر دیا تو اس کے بعد اپنے سب سے بڑے انعام کا ذکر کیا جو انہیں سلامتی کے ساتھ سمندر سے پار لے جانا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام سورتوں میں اس امر کو بیان کیا ہے کہ وہ کیسے انہیں سلامتی کے ساتھ سمندر پار لے گیا۔ اور یہ اس طرح تھا کہ جب موسیٰ نے سمندر کو سونٹا مارا تو سمندر پھٹ گیا اور خشک ہو گیا"۔ حضور ایدہ اللہ نے امام رازی کے متعلق فرمایا کہ یہ بہت ہی گہرے مفسر ہیں لیکن اس کے باوجود اس زمانہ کی اسرائیلیات سے متاثر ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اس وقت سونٹا مارا تھا جبکہ سمندر کے اوپر کی طرف سے جو سیلاب کی لہر آ رہی تھی وہ ایک طرف سے چڑھ رہی تھی اور دوسری طرف جوار بھاٹا کی لہریں واپس ہوئی ہیں۔ اور سیلاب کم ہوا تو درمیان سے راستہ نکل گیا۔ اور اس رستہ سے جب حضرت موسیٰؑ اپنی قوم سمیت خیریت سے گزر گئے تو فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ غرق ہو گیا۔ حضور نے امام رازی کے حوالہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: "اور پھر بیان کیا کہ جب بنی اسرائیل نے ایک قوم کو اپنے بتوں کی پوجا میں مشغول دیکھا تو یہ منظر دیکھ کر بنی اسرائیل جاہل اور مرتد ہو گئے۔ اور موسیٰؑ کو کہنے لگے کہ جس طرح ان کے خدا ہیں ہمارے لئے بھی کوئی خدا تجویز کر دے۔ بے شک جب اس قوم نے اتنے بڑے بڑے نمایاں معجزات دیکھے جو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے بالمقابل موسیٰؑ کے لئے ظاہر کئے اور پھر فرعون اور اس کے لشکر کی ہلاکت دیکھی۔ اور سلامتی اور بزرگی کو بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص طور پر مشاہدہ کیا۔ ان تمام امور کے مشاہدہ کے بعد بھی جب انہوں نے ایسا فاسد اور باطل کلام کیا تو پتہ چلا کہ وہ انتہائی جاہل لوگ تھے"۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ: صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس واسطے نبی کریم ﷺ مجلس سے اٹھتے تو ستر بار استغفار فرماتے۔ موسیٰؑ کی قوم کی درخواست بھی دوسری قوم میں میل جول کی وجہ سے تھی۔ انگریزوں کی قوم اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہے۔ وہ ہندوستان آئے مگر ہندوستانیوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں۔ اس طرح قومی خصائص باقی رہتے ہیں"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/ستمبر ۱۹۰۹ء)

اَصْنَامٍ لَّهُمْ: گائے کے بُت تھے۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

آیت ۱۴۱: ﴿قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ ..... الخ﴾ کی تشریح میں حضور نے سب سے پہلے علامہ شہاب الدین آلوسی کی تفسیر روح المعانی کا ذیل کا حوالہ پیش فرمایا۔ وہ کہتے ہیں:

"﴿وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِیْنَ﴾ یعنی تمہارے زمانہ کے عالمین یا تمام عالمین پر۔ اور اسی مفہوم میں ان آیات سے ان کی فضیلت مراد ہوئی نہ کہ مطلق طور پر جس سے ان کی فضیلت امت محمدیہ ﷺ پر بھی لازم ٹھہرے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکمت کی بات ہے۔ ان کے نزدیک تمام زمانوں کے جہانوں پر تو رسول اللہ ﷺ کو فضیلت عطا ہوئی مگر یہود کو اپنے زمانے کے معلوم جہانوں پر فضیلت بخشی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِیْنَ﴾: احمقو! تم کہتے ہو کہ کوئی بُت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ پھر آگ ہماری خادم ہے۔ ضرورت کے وقت اس کو جلاتے ہیں۔ اس سے کام لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس کو بجھا دیتے ہیں۔ علی ھذا القیاس۔ پانی، مٹی، ہوا، سورج، چاند، لوہا، پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتایا۔ اس کے بُرے ہونے کی دلیل بتائی۔ (الحکم ۱۰/فروری ۱۹۰۵ء، صفحہ ۳)

﴿فَضَّلَكُمْ﴾: پھر کس قدر بیوقوفی ہے کہ افضل مفضول کی پرستش کرے۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم نے یہود کے متعلق ﴿فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِیْنَ﴾ جو فرمایا ہے اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ تمہیں فضیلت بخشی ہے عالمین پر اور یہ جو بُت ہیں یہ عالمین کا حصہ ہی ہیں۔ تو بڑی حماقت ہے کہ جسے فضیلت بخشی گئی ہے وہ اس کی عبادت کرے جو اس سے ادنیٰ ہے۔

آیت نمبر ۱۴۲: ﴿وَاِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ ..... الخ﴾ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے لفظ ﴿بَلَآءٌ﴾ کی حل لغات پیش فرمائی۔ بَلِیَ الثَّوْبُ۔ بِلًى وَ بَلَاءً کے معنی ہیں کپڑے کا بوسیدہ اور پرانا ہونا اسی سے بَلَاهُ السَّفَرُ اَیْ اَبْلَاهُ کا محاورہ ہے۔ یعنی سفر نے اسے لاغر کر دیا۔ ..... اور اسی سے اَبْلَیْتُ فُلَانًا کے معنی کسی کا امتحان کرنا بھی آتے ہیں۔ اور غم کو بَلَاءٌ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جسم کو گھلا کر لاغر کر دیتا ہے۔ ..... بَلَاءٌ کا لفظ نعمت و مشقت دونوں طرح کی آزمائش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کبھی آزمائش نعمت کے ذریعہ بھی آیا کرتی ہے اور کبھی مشقت کے ذریعہ۔

حضور نے فرمایا ﴿یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ﴾ سے مراد ان کے جوان لڑکے بھی ہو سکتے ہیں جن سے وہ سخت محنت کا کام لے کر ان پر تباہی ڈالا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ﴾ مکہ کے بے ایمان فرعون سے بڑھ کر تھے کہ انہوں نے عورتوں کو بھی قتل کیا"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر قوم میں رواج ہے کہ جو غالب ہے وہ بزدل لوگوں کو بڑھاتی ہے اور ان کی تائید میں ہر قسم کی کوشش کرتی ہے تاکہ وہ نمایاں ہو کر سامنے آ جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت پر جو پاکستان میں ابتلا آئے ہیں ان میں بھی جو کمزور احمدی ہیں ان کی خاطر جلسے کئے جاتے ہیں اور جن احمدیوں میں اللہ کے فضل سے مردانہ جرأت کی صفات ہیں ان کا وہ کچھ بگاڑ نہیں سکتے سوائے اس کے کہ تکلیف دیں۔ اسی طرح بنی اسرائیل کا حال تھا۔ ظاہری طور پر بھی ثابت ہے کہ فرعون نے ان کے بچوں کو قتل کیا اور عورتوں کو زندہ رکھا لیکن عمومی دستور یہی تھا کہ جو فرعون کے ہمنوا تھے ان کو زندہ رکھتے تھے اور جو اس کے مخالف تھے ان کو ہلاک کر دیا کرتے تھے۔

آیت ۱۴۳: ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً ..... الخ﴾ کے تحت سب سے پہلے حضور نے لفظ ﴿مِیْقَات﴾ کی لغوی تحقیق پیش فرمائی۔ اَلْوَقْتُ کسی کام کے لئے مقررہ زمانہ کی آخری حد۔ اَلْمِیْقَاتُ کسی شے کے مقررہ وقت یا اس وعدہ کے ہیں جس کے لئے کوئی وقت معین کیا گیا ہو۔ قرآن کریم میں ہے ﴿اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا﴾۔ کبھی میقات کا لفظ ظرف مکان کے طور پر یعنی کسی کام کے لئے مقرر کردہ مقام پر بھی بولا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا پس میقات صرف وقت کے لئے نہیں بلکہ جس جگہ کے لئے وعدہ ہو اس کو بھی میقات کہا جاتا ہے۔ جیسے مَوَاقِیْتُ الْحَجِّ حج کے میقات یعنی وہ مقامات جہاں سے حاجی احرام باندھتے ہیں۔

امام رازی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ تیس روزے رکھیں اور ان تیس دنوں میں وہ امور بجا لائیں جو الٰہی قربت کا ذریعہ ہوں۔ اور پھر اگلے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ پس چالیس میں سے تیس اور دس کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے میں یہ فائدہ مقصود ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے یہ استنباط فرمایا کہ تیس راتیں تو حضرت موسیٰؑ کو روزہ رکھنے کے لئے فرمایا تھا کہ اس کے نتیجہ میں تجھے فضیلت عطا ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد دس دن کا الگ ذکر فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کلام سے نوازا۔ پھر امام رازی لکھتے ہیں کہ:۔ "ابو مسلم اصفہانی نے سورۃ طٰہٰ کی تفسیر میں جو بات بیان کی ہے وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ اپنی قوم سے پہلے ہی جلدی جلدی اپنے ربّ کی ملاقات کے لئے چلے گئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ یٰمُوْسٰى قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِیْ﴾ دلالت کرتا ہے۔ پس یہ کہنا جائز ہے کہ تیس راتیں پوری کرنے کے بعد موسیٰؑ طور پر آئے ہوں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ان کی قوم کے سامری کے فتنہ میں مبتلا ہونے کی خبر دی تو موسیٰ علیہ السلام اس وعدہ کو پورا کئے بغیر جو اللہ تعالیٰ ان سے کر چکا تھا اپنی قوم کے پاس چلے آئے۔ پھر وعدہ پورا کرنے کی خاطر مزید دس راتوں تک اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تفسیر تو فضول سی ہے۔ اصل تفسیر علامہ رازیؒ کی وہی ہے جو مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

علامہ شہاب الدین آلوسیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ: "روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے جب وہ مصر میں تھے وعدہ کیا کہ اگر اللہ نے ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا تو وہ ان کے پاس ایسی کتاب لائیں گے جس میں یہ بیان ہوگا کہ وہ کیا کریں اور کیا چھوڑیں۔ جب فرعون ہلاک ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کتاب مانگی تو اللہ نے تیس روزے رکھنے کا حکم دیا جو کہ ذی القعدہ کا مہینہ تھا۔ پھر جب اس نے تیس پورے کر لئے تو اپنے منہ کی بُو کو ناپسند کیا اور مسواک کر لی"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اٹکل والی باتیں ہیں۔ ہمارے پرانے مفسرین نے قرآن کی خدمت بھی کی مگر بعض عجیب و غریب باتیں بھی کی ہیں۔ یہ لکھتے ہیں: "فرشتوں نے کہا ہم تیرے منہ سے کستوری کی خوشبو سونگھتے تھے جس کو تُو نے مسواک کر کے خراب کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ذی الحجہ کے دس مزید دن بڑھاؤ۔

دیلمی نے ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ربّ عزوجل کے پاس تیس روز کے بعد جن میں آپ نے دن رات روزے رکھے تھے، کلام کرنے کے لئے آئے تو اس کے ربّ سبحانہ نے کلام کرنا ناپسند کیا اور آپ کے منہ کی بُو روزہ دار کے منہ کی بُو تھی۔ اور آپ نے زمین کی نباتات میں سے کوئی چیز لی اور اسے چبایا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ روایت بھی مشکوک لگ رہی ہے حالانکہ اس کو مرفوع حدیث قرار دیا گیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ دن اور رات روزے رکھے۔ یا تو راوی نے غلطی کھائی ہے یا یہ مطلب ہے کہ دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کیا۔ اسی طرح اس میں جو بیان ہے کہ "آپ کے منہ کی بُو روزہ دار کے منہ کی بُو تھی"۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے منہ کی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک طرف تو خدا فرماتا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اسے کستوری سے زیادہ پسند ہے اور دوسری طرف یہ کہ بُو کی وجہ سے اس سے منہ موڑ لیا۔

پھر لکھا ہے: "آپ کے ربّ نے آپ سے کہا کہ تُو نے روزہ کیوں کھولا ہے حالانکہ وہ سارا معاملہ خوب جانتا تھا"۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پر محاکمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ روح المعانی قریب کے زمانہ کی تفسیر ہے۔ اس میں ایسی لغو باتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں جو ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہوں۔

وہ مزید لکھتے ہیں: "تو موسیٰ نے کہا: اے میرے ربّ مَیں نے اپنے منہ کی عمدہ بُو کے بغیر تجھ سے کلام کرنا پسند نہیں کیا۔ اللہ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں اے موسیٰ کہ میرے ہاں صائم کے منہ کی بُو کستوری کی بُو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ تُو واپس جا اور دس روزے رکھ۔ پھر میرے پاس آنا۔ موسیٰؑ نے وہی کیا جو اس کے ربّ نے حکم دیا تھا اور یہی آپ کا قول ﴿وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ﴾ ہے اور اس کی تعبیر راتیں ہیں۔ جیسے کہا گیا کہ یہ مہینوں کی پہلی دس راتیں ہوتی ہیں"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً﴾: چالیس کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے۔ نطفہ چالیس دن میں صورت انسان اختیار کرتا ہے۔ چالیس دن کے بعد اس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ چالیس سال پر آدمی کے تمام قویٰ کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا: روحانی برکات کے حصول کے لئے تیس دن ہماری طرف تبتّل تام کرو اور اگر دس دن اور رہو تو یہ درجہ اکمل ہے۔

﴿اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ﴾: ثابت ہوا کہ جب کوئی بڑا آدمی قوم کا لیڈر مرکز سے جدا ہو تو اپنا خلیفہ مقرر کر کے جائے"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "پھر ہم کہتے ہیں کہ جس حالت میں وعدہ کی تاریخ ٹلنا نصوصِ قرآنیہ قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً﴾ اس کی شاہد ناطق ہے تو وعید کی تاریخیں جو نزولِ عذاب پر دال ہوتی ہیں جس کا ٹلنا اور ردِّ بلا ہونا توبہ استغفار اور صدقات سے باتفاق جمیع انبیاء علیہم السلام ثابت ہے پس ان تاریخوں کا ٹلنا بوجہ اولیٰ ثابت ہوا اور اس سے انکار کرنا صرف سفیہ اور نادان کا کام ہے نہ کسی صاحب بصیرت کا"۔

(ضمیمہ انوار الاسلام اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مضمون یہ معنی رکھتا ہے کو جو خوشخبری کے وعدے ہوتے ہیں ان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے ٹال دیا جاتا ہے لیکن جو وعید ہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ ضرور ٹال دیتا ہے۔ تو بڑی بے وقوفی ہے کہ مسلمان وعید کو ٹال دینے کے مضمون کو نہ سمجھ سکیں۔

آیت ۱۴۴ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ کا جو محاورہ قرآن کریم میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اُس زمانے کے جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سے مَیں پہلا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر زمانے کے مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کے اہم الفاظ کی حل لغات بھی پیش فرمائی۔ مفردات امام راغب کے حوالہ سے ﴿تَجَلّٰی﴾ کی تشریح میں بتایا کہ اَلْجَلْوُ کسی چیز کا نمایاں طور پر ظاہر ہونا۔ اسی سے خَبَرٌ جَلِیٌّ (واضح خبر) اور قِیَاسٌ جَلِیٌّ (واضح قیاس) آتے ہیں۔ جَلَوْتُ السَّیْفَ جَلَآءً: مَیں نے تلوار کو صیقل کیا۔ اَلسَّمَآءُ جَلْوَآءُ: صاف آسمان جو بادلوں سے خالی ہو۔ رَجُلٌ اَجْلٰی: گنجا شخص۔ ایسا آدمی جس کے سر پر بال نہ ہوں۔

پھر فرمایا کہ ﴿دَکًّا﴾ کی مفردات میں یہ تشریح کی گئی ہے کہ اَلدَّکُّ کے معنی نرم اور ہموار زمین کے ہیں۔ دَکَّهٗ دَکًّا کے معنی کوٹ کر ہموار کرنے کے ہیں ...... اَلدَّکْدَاكُ۔ نرم زمین۔ اَرْضٌ دَکَّاءُ، ہموار زمین۔ اس کی جمع دُكٌّ آتی ہے۔ نَاقَةٌ دَکَّآءٌ. ہموار زمین کے ساتھ تشبیہ دے کر ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ کسی قوم کو جب عذابوں سے کوٹ دیا جائے اور اس میں کوئی اونچ نیچ دکھائی نہ دے تو اس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

لفظ ﴿خَرَّ﴾ کی تشریح میں بتایا کہ خَرَّ خَرِیْرًا کے معنی کسی چیز کا آواز کے ساتھ نیچے گرنا۔ ...... اَلْخَرِیْرُ بلندی سے گرنے والے پانی کی آواز۔ اور ﴿صَعِقًا﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ اَلصَّاعِقَة ہولناک دھماکہ۔ یہ تین قسم پر ہے۔ ۱۔ موت و ہلاکت ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ ۲۔ عذاب ﴿اَنْذَرْتُکُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ﴾۔ ۳۔ آگ ﴿وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ﴾۔ مندرجہ بالا تینوں معنے صَاعِقَةٌ کے آثار کے ہیں اصل معنی فضا میں سخت آواز کے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے شیعہ مفسر شیخ ابو الحسن القُمّی (متوفی ۳۲۹ھ ۹۴۰ء) کی تفسیر سے حوالہ پیش فرمایا۔ وہ لکھتے ہیں کہ: "حضرت موسیٰؑ کی دعا کہ اے میرے ربّ! "مجھے اپنا دیدار کرا" کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ تُو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ یعنی تجھے دیکھنے کی طاقت (تاب) نہیں۔ لیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تُو مجھے دیکھ لے گا۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا پردہ ہٹایا اور پہاڑ کی طرف دیکھا تو پہاڑ سمندر میں دھنس گیا تھا۔ پس وہ قیامت تک گرا پڑا رہے گا"۔

حضور نے فرمایا کہ مفسرین ڈھکونسلوں میں پڑ جاتے ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے نسبتاً جدید ہیں لیکن خیالات کے لحاظ سے بہت قدیم کہ جہالت کے زمانے کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب یہ کوئی بات ہے تسلیم کرنے والی کہ "اللہ تعالیٰ نے پردہ ہٹایا اور پہاڑ کی طرف دیکھا تو پہاڑ سمندر میں دھنس گیا۔ پس وہ قیامت تک گرا پڑا رہے گا۔ اور فرشتے نازل ہوئے۔ آسمان کے دروازے کھل گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی کی۔ موسیٰ کو پکڑو کہ وہ بھاگے نہیں۔ پس فرشتوں نے حضرت موسیٰ کا احاطہ کیا۔ اور کہا اے ابن عمران توبہ کر کیونکہ تُو نے اللہ تعالیٰ سے بہت بڑی بات کا مطالبہ کیا۔ پس جب حضرت موسیٰؑ نے پہاڑ کو دھنسا ہوا اور فرشتوں کا نزول دیکھا تو اپنے چہرے کے بل گر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خشیت اور ہولناک منظر کی وجہ سے وفات پا گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح لوٹا کر زندہ کیا۔ پس انہوں نے سر اٹھایا اور ہوش میں آکر عرض کی تُو پاک ہے مَیں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ اور مَیں ایمان لانے والوں میں سے اول اور پہلا ہوں۔ یعنی پہلا ہوں جو تصدیق کرتا ہوں کہ تیرا دیدار نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا اے موسیٰ! مَیں تمہیں باقی لوگوں سے اپنی رسالت اور کلام کی وجہ سے ممتاز کرتا ہوں۔ پس جو مَیں (از قسم شریعت) تمہیں دیتا ہوں اس کو مضبوطی سے پکڑ اور شکر گزاروں میں سے ہو۔ پس حضرت جبرائیل نے پکارا اے موسیٰ مَیں تیرا بھائی جبرائیل ہوں"۔

علامہ ابو عبد اللہ القرطبی لکھتے ہیں: "﴿خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا﴾۔ ابن عباسؓ، حسن بصریؒ اور قتادہ نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ فوت ہو کر گر پڑے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ ﴿صَعِقًا﴾ سے مراد موت نہیں بلکہ گرج کی وجہ سے بیہوش ہو گئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون کا بھی ذکر فرمایا کہ کیا رویت الٰہی ممکن ہے یا نہیں؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ معنوی طور پر دیدار ہوتا ہے دل کی آنکھوں سے تو انسان خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے مگر ویسے نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿جَعَلَهٗ دَکًّا﴾: صوفیاء نے اس مقام پر بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں پہاڑ تو اب بھی برقرار ہے۔ پس وہاں دیدار الٰہی ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک تجلی ربّانی کو نہ برداشت کر سکا۔ اسی لئے جب اِسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ پورا نہ ہوا۔ تو ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ کیونکر پورا ہوتا"۔

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: (۱) "﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا﴾ پس جب کہ خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اس کو پاش پاش کر دیا۔ یعنی مشکلات کے پہاڑ آسان ہوئے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۱۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں حضور علیہ السلام نے معنوی پہاڑ مراد لئے ہیں۔ براہین احمدیہ میں ہے: "جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: "جب طالبِ کمال وصالِ خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور کوئی حرکت و سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے۔ پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اس کی آنکھ میں باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ غلبہ مشہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے۔ پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیاء ہے اور اسی مقام غیب سے باذنِ اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے۔

غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے۔ صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے۔ سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے۔ کبھی شہودِ تام بے خبری تک بھی نوبت پہنچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے۔ اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا﴾ لیکن حالتِ تامّ وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی﴾ یہ حالت اہلِ جنت کے نصیب ہو گی۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ حاشیہ)

اور مکتوبات میں ہے: "موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش ہو کر گرنا، ایک واقعہ نورانی تھا جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی بلکہ تجلیات صفاتِ الٰہیہ جو بغایت اشراق نور ظہور میں آئی تھیں۔ وہ اس کا موجب اور باعث تھیں جن کی اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بیہوش ہو کر گر پڑا اور اگر عنایت الٰہیہ اس کا تدارک نہ کرتیں تو اسی حالت میں گداز ہو کر نابود ہو جاتا۔ مگر یہ مرتبہ ترقیات کاملہ کا انتہائی درجہ نہیں ہے۔ انتہائی درجہ وہ ہے جس کی نسبت لکھا ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى﴾ (النجم:۱۸)۔"

(مکتوبات نمبر ۱ صفحہ ۱۲)

آیت ۱۴۵ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ایک مختصر نوٹ پڑھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ﴿كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ یعنی اس پر عمل کرو۔

آیت ۱۴۶: ﴿وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ ...... الخ﴾ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور نے مشکل الفاظ کی حل لغات پیش فرمائی۔ ﴿اَلْاَلْوَاحُ﴾ کے تحت بتایا کہ اَللَّوْحُ: تختہ۔ اس کی جمع اَلْوَاحٌ ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ﴾۔ لَوْحٌ لکڑی وغیرہ کی اس تختی کو بھی کہتے ہیں جس پر کچھ لکھا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾۔

علامہ محمود بن عمر الزمخشری فرماتے ہیں: ﴿وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ﴾: "ان تختیوں کو صرف چار آدمی پڑھ سکتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، یُوشَع، عُزَیر اور عیسیٰ علیہم السلام"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ فرضی ظنی باتیں ہیں حالانکہ زمخشری مفسرین میں سے معقول ترین سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن یہ تفسیریں بہت ساری خیالی ہیں۔ ان کا حقیقت حال سے کوئی تعلق نہیں۔ اسرائیلیات پر بنا کر کے یہ باتیں لکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

"مقاتل نے کہا ہے کہ ان تختیوں پر لکھا ہوا تھا کہ مَیں اللہ ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور رستوں میں لوٹ مار نہ کرو۔ میرے نام کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ۔ جو شخص میرے نام کی جھوٹی قسم کھائے گا مَیں اس کو پاک نہیں ٹھہراؤں گا۔ قتل نہ کرو، زنا نہ کرو اور والدین کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو"۔ (تفسیر الکشاف)

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: "صاحب کشاف نے ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ موسیٰ عرفہ کے دن بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو یَوْمُ النَّحر کو تورات دی تھی۔ اور لوگوں نے تختیوں کی تعداد اور ان کے طول و عرض کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دس تھیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ سات تختیاں تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ تختیاں زمردی تھیں۔ جو جبرائیل لے کر آتے تھے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ ساری باتیں فرضی ہیں۔ تخیل کی باتیں ہیں کہ تختیاں زمردی کی تھیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: "حکیم ترمذی کا قول ہے کہ حضرت جبرائیل، موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دونوں پروں میں لے کر اوپر گئے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حکیم ترمذی کا یہ قول ہمارے لئے کیا معنی رکھتا ہے جبکہ قرآن کریم تو فرماتا ہے ﴿خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ اور حکیم ترمذی صاحب لکھ رہے ہیں کہ "جبرائیل، موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دونوں پروں میں لے کر اوپر گئے۔ یہاں تک کہ ان کو خدا کے اتنا قریب کر دیا کہ آپ نے ان قلموں کے چلنے کی آواز سنی جن سے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی خاطر تختیاں لکھ رہے تھے۔

مجاہد نے کہا ہے کہ تختیاں زرد رنگ کے زمرد کی بنی ہوئی تھیں۔ ابن جبیر نے کہا ہے کہ یہ تختیاں سرخ یاقوت سے بنی ہوئی تھیں اور ابوالعالیہ کے نزدیک بھی یہ تختیاں زمرد کی بنی ہوئی تھیں جب کہ حسن بصریؒ کے مطابق یہ لکڑی کی تیار کردہ تھیں اور آسمان سے اتری تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔ ایسے پتھر کی جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے نرم کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو اپنے ہاتھوں سے کاٹا اور انگلیوں سے درست کیا تھا۔

ربیع بن انسؓ نے کہا ہے کہ تورات ستر اونٹوں پر لادی گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان تختیوں کی عزت کی وجہ سے انہیں اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ ان تختیوں کو جبرائیل نے خود اس قلم سے لکھا تھا جس سے اس نے اَلذِّکر یعنی قرآن کریم کو لکھا تھا اور اس کی سیاہی نور کے دریا سے لی گئی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ وہ لکھنے کی طرز ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ظاہر کی اور تختیوں کو اس لکھائی میں لکھا گیا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تفسیریں مَیں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیریں دیکھیں اور یہ تفسیریں دیکھیں۔ کتنا زمین آسمان کا فرق ہے۔

علامہ شہاب الدین آلوسی لکھتے ہیں: "بعض آثار میں ہے کہ یہ میقات سے قبل لکھی گئی تھیں۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس میں نبی ﷺ کا ذکر ہے اور آپ کی امت کا ذکر ہے اور جو کچھ ان کے لئے خزانے رکھے گئے ہیں اور جو ان پر ان کا دین آسان بنایا گیا ہے اور جو انہیں حلال کی گئی چیزوں میں وسعت دی گئی ہے اس کا بھی ذکر ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی ملتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس خیر کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ اور آپ کی امت کو دے رکھی ہے حیران ہوئے اور خواہش کی کہ وہ بھی اس میں شامل ہوتے"۔ (روح المعانی)

آیت ۱۴۷ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿اَلْغَيِّ﴾ کی حل لغات پیش فرمائی۔ ﴿اَلْغَيُّ﴾: جَهْلٌ مِنَ اعْتِقَادٍ فَاسِدٍ۔ ایسی جہالت جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو۔ قرآن کریم میں ہے ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى﴾۔ مجازی طور پر عذاب کو بھی غَیّ کہتے ہیں۔ غاوٍ: بھٹکنے والا۔ جمع: غَاوُوْنَ اور غَاوِیْنَ۔ غَوِیَ: فَسَدَ عَیْشُهٗ۔ اس کی زندگی تباہ ہو گئی۔

آیت ۱۴۸: ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا ...... الخ﴾۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾۔ یہ ضروری نہیں کہ منہ سے تکذیبِ آخرت کی جائے بلکہ کئی ہیں جو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ گویا مرنا ہی نہیں"۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۱)

آیت ۱۴۹ کے تحت ﴿حُلِيِّهِمْ﴾ کے لفظ کی لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا: اَلْحُلِیُّ: زیورات۔ یہ حَلْیٌ کی جمع ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾۔ حَلِیَ یَحْلٰی: آراستہ ہونا۔ حِلْيَةٌ: زیور۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سامری نے قوم کو لوٹنے کے لئے ایک ترکیب نکالی تھی کہ سارا زیور مجھے دے دو اس سے ایسا بچھڑا تیار کروں گا جس کے منہ سے آوازیں نکلتی ہیں۔ اس نے زیور لے لئے اور کچھ زیور اور کچھ ملاوٹ سے بچھڑا تیار کر لیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے بچھڑے کو پکڑ لیا۔ پھر اس بچھڑے کو جلایا گیا۔ مستشرقین کہتے ہیں کہ سونے کو اگر جلایا جائے تو سونا الگ ہو جاتا ہے تو ذرہ ذرہ ہو کر پانی میں کیسے مل سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن ہو سکتا ہے کہ سامری نے اس میں ایسی ملاوٹ کی ہو کہ سونا جس طرح زنگ ہو تا ہے اسی طرح ریزہ ریزہ ہو چکا ہو۔

علامہ ابو عبداللہ القرطبی لکھتے ہیں: "موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ تیس دن کے لئے طور پر جائیں گے۔ تیس دن کے بعد دس دن اور گزر گئے تو سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہارے پاس فرعون کی قوم کے زیورات ہیں اور بنی اسرائیل اپنی عید کے موقع پر قبطیوں سے زیورات عاریتاً لے لیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا تو فرعون کی قوم سمندر میں غرق ہو گئی اور وہ زیورات وہیں رہ گئے۔ سامری نے کہا کہ یہ زیورات تمہارے لئے حرام ہیں تم مجھے دے دو ہم ان کو جلا دیتے ہیں۔ سامری نے بنی اسرائیل کو یہ کہتے ہوئے سنا ﴿اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ وہ معبود گائے کی طرح کے بنے ہوئے تھے۔ تو سامری نے ان زیورات سے سونے کا بچھڑا بنا دیا...... اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کو خون اور گوشت سے بنا دیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے مٹی کی مٹھی زیورات کے اوپر آگ پر ڈالی تو وہ بچھڑا بن گیا۔ جو گائے کی طرح آواز نکالتا تھا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مفسرین کی یہ ساری باتیں ٹامک ٹوئیاں ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: "پھر اس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے اس کو یہاں بھول گیا ہے خود اس کی طلب کو نکل گیا ہے۔ آؤ اس کی پوجا شروع کر دیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ساری تفسیریں ڈھکوسلے ہیں۔ مَیں اس لئے بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر عطا فرمائی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دیکھیں علامہ شہاب الدین آلوسی جو ۱۸۵۳ء کے حال کے زمانہ کے ہیں لکھتے ہیں کہ: "روایت ہے کہ جب سامری نے بچھڑا بنا لیا تو اس کے منہ میں جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے نقش قدم سے لی ہوئی مٹی ڈالی اور وہ زندہ ہو گیا۔ ...... معتزلہ کے تمام مفسرین کہتے ہیں کہ بچھڑا بغیر روح کے تھا اور سامری نے اسے اندر سے خالی بنایا تھا اور اس کے پیٹ میں مخصوص شکل کی نالیاں بنائیں اور اسے ہوا کے رخ پر رکھ دیا۔ اور ہوا ان نالیوں میں داخل ہوتی تھی جس سے اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور یہ آواز بچھڑے کی آواز سے مشابہ تھی۔ اس وجہ سے اسے ﴿خُوَارٌ﴾ کا نام دیا گیا تھا"۔ (روح المعانی)

آج آیت ۱۴۹ تک درس ہوا تھا کہ درس کا وقت ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ آج کی یہ بابرکت مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(مرتبہ: ابولبیب)

"جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا"۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

وقف زندگی کی ضرورت واہمیت

وقف کرنا جاں کا ہے کسب کمال
جو ہو صادق وقف میں ہے بے مثال
چمکیں گے واقف کبھی مانند بدر
آج دنیا کی نظر میں ہیں ھلال

قرآن مجید نے واقف زندگی کا مفہوم لفظ "مسلم" میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ٥ (البقرہ ۱۱۳)

یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔ یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اسکے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اسکی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کردیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اُسکی راہ میں لگا دیوے گویا کہ صرف وصرف خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے کامل متبعین کی سنت ہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو دین کی خدمت اور اشاعت کیلئے وقف کر دیتے ہیں۔ اور اس مقصد کی تکمیل کیلئے وہ اپنی جان مال کسی کی بھی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اور اپنے مال کو اُس کی راہ میں صرف کرنا اُس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی پاکیزہ اور مقدس حیات میں معاندین اسلام کی طرف سے پیش کی جانے والی دنیوی بادشاہت اور وجاہت اور دولت کے خزانے ٹھکرا کر روز روز بھڑکائی جانے والی دشمنی کی آگ کو برداشت کرتے ہوئے فرمایا:

اے کفار مکہ! اگر تم میرے ایک ہاتھ میں سورج لاکر رکھ دو اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دو تب بھی میں اُس کام سے سبکدوش نہیں ہونگا جو اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد فرمایا ہے۔

پھر آپ کے علاوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی خدا تعالیٰ اور اس کے دین کے مقابل پر اپنی زندگیوں کو بالکل بے حقیقت سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے دین کی خاطر کچھ چندہ کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ دیکھئے صحابہ کرام کی شان، اس آواز پر بڑی شان کے ساتھ لبیک کہا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان آپ کی خدمت میں لاکر پیش کر دیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ابوبکر گھر میں بھی کچھ چھوڑا ہے یا نہیں تو آپ نے کیا خوب جواب دیا۔ فرمایا:

"اللہ اور اسکے رسول کا نام گھر پر چھوڑا ہے"

سبحان اللہ کیا جذبہ تھا خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے کا کہ جس کی مثال دنیا میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ اور جب بھی کوئی صحابی راہ خدا میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کرتا تھا تو اُس کی آخری صدا یہی ہوتی تھی کہ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ کہ رب کعبہ کی قسم میں اپنی زندگی کی مراد کو پہنچ گیا۔

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد بھی یہی ہے کہ دنیا میں دین کو مقدم رکھا جائے۔ چنانچہ اس لئے پیارے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے جماعت کے سامنے ستمبر ۱۹۰۷ء کو ایک پر زور وقف زندگی کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ اسلام کی زندگی اور سر بلندی کے لئے آپؑ نے فرمایا کہ:

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اس راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسلام کا زندہ ہونا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔ (فتح اسلام صفحہ:۱۶ تا ۱۷)

اسلام کے برگزیدہ بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جماعت کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک کی فرمایا:

"انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کو دے دی اور فلاں پادری نے اپنی زندگی مشن کو دے دی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہؐ کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کسطرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔ یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر انکو اطلاع ملتی۔ جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں...اس الٰہی وقف کا اجر اُنکا رب دینے والا ہے۔ بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے نا آشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں۔ ورنہ اگر ایک لقمہ بھی اس لذت اور سرور سے انہیں مل جائے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔" (الحکم جلد ۴ صفحہ:۳۱)

"درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعت معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش جو دنیا میں ایک شہنشاہ کیلئے ممکن ہیں وہ سب عیش اسے حاصل ہوں۔ پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ہیں۔" (بحوالہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ:۳۵ تا ۳۶)

ساتھ ہی فرمایا:

"اے عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیگا۔" (بحوالہ کشتی نوح صفحہ:۷۴)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح آپؑ کے خلفاء نے بھی وقف جدید، تحریک جدید، اور تحریک وقف عارضی تحریک وقف نو اور بعض دوسری تحریکات کے ذریعہ جماعت کو بار بار وقف زندگی کی تحریک فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں سینکڑوں احمدیوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور وہ آج بھی خدمت اسلام بجالا رہے ہیں۔ اور خدا اُنکے کاموں میں برکتیں بھی ڈال رہا ہے۔

لیکن ساری دنیا کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کے لئے اور پھر انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے ان چند سو مبلغین اور معلمین کی کوششیں بھی ناکافی ہونگی۔ عیسائی مذہب کو ہی لے لیں اس وقت اُنکے ساڑھے تین لاکھ سے زائد مشنری کام کر رہے ہیں۔ اور یہ دور تو احمدیت کی دوسری صدی کا دور اور غلبہ اسلام کا دور ہے۔ یہ دور آخرین کا دور ہے اور پیشگوئیوں کے مطابق اب وہ وقت آگیا ہے جب فوج درفوج لوگ احمدیت میں داخل ہونگے، شہر کے شہر اور گاؤں کے گاؤں احمدیت کو قبول کریں گے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ اپنے ایک اقتباس میں جماعت کی ترقی کے زمانے کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا:

"ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے۔ اور اب وہ دن دور نہیں جبکہ افواج درافواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔ مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہونگی۔ اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہونگے۔

دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہونگی۔ وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکیگا پس تم لوگ ہی ان کے معلم ہوگے۔ اس وقت تم خود سیکھو تا اُنکو سکھا سکو خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنادیے جاؤ گے۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے اُستاد بن سکو۔"

پس آنے والی ان سعید روحوں کی تعلیم وتربیت کرنا آج وقت کا اہم ترین تقاضا ہے اور آج سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں ایسے معلم اور مبلغ واقفین کی ضرورت ہے جو ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہوں۔ یہ اہل ہوں اُن ذمہ داریوں کے جو آئندہ کثرت کے ساتھ جماعت پر پڑنے والی ہیں۔

چنانچہ زندگی کے ہر طبقہ سے واقفین زندگی کی ضرورت کے تعلق سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس سے پہلے جب ہم تحریک کرتے اور بہت کوشش کرتے رہے بالعموم بعض خاص طبقوں نے عمداً واقفِ زندگی سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھا ہے اور عملاً جو واقفین سلسلہ کو ملتے رہے وہ زندگی کے ہر طبقے سے نہیں آئے۔ بعض بہت صاحب حیثیت لوگوں نے بھی اپنے بچے پیش کئے لیکن بالعموم دنیا کی نظر میں جس طبقے کو بہت زیادہ عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا درمیانے درجے کا طبقہ غریبانہ، اس میں سے بچے پیش ہوتے رہے ہیں۔ اس طبقے سے ان واقفین زندگی کا آنا ان واقفین زندگی کی عزت بنانے کا موجب ہے، عزت گرانے کا موجب نہیں۔ لیکن دوسرے طبقوں سے نہ آنا ان طبقوں کی عزت گرانے کا ضرور موجب ہے۔...اگر ظاہری عزت والے لوگ اپنے بچے وقف نہ کریں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان خاندان کی عزتیں باقی نہیں رہیں گی جو بظاہر دنیا میں معزز ہیں اور خدا کے نزدیک وہ خود اپنے آپ کو ذلیل کرتے چلے جائینگے۔ اگر انہوں نے خدا کے حضور اپنے بچے پیش کرنے کا گر نہ سیکھا۔"

(بحوالہ خطبہ جمعہ ۳/اپریل ۱۹۸۷ء)

وہ لوگ جو پاک نیتی سے اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور پھر ہر دم اُس کے دین کے غلبہ کے لئے کوشاں رہتے ہیں اللہ انکو بڑے بڑے عظیم انعامات سے نوازتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"خدا نے تمہارے لئے بڑی بڑی عزتیں رکھی ہیں تم خدا پر توکل کرو اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرو وہ دینے پر آتا ہے تو وہ کچھ دیتا ہے کہ انسان اُسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ ہم نے ساری عمر میں دنیاوی قابلیتوں کے بغیر وہ کچھ علم حاصل کیا ہے جو بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والوں کو بھی نہیں ملا۔ اس طرح مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ایسے ایسے راستوں سے مدد کی جو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھیں۔ پس خدا تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے تم اُسکی طرف قدم بڑھاؤ گے تو یقیناً تمہارا خدا تمہیں ضائع نہیں کریگا۔ وہ تمہارا ہاتھ پکڑیگا۔ اور تم محسوس کرو گے کہ تمہارا خدا تمہارے سامنے کھڑا ہے۔...یہ مت خیال کرو کہ اس کے انعامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے ہیں یا مسیح موعودؑ پر ختم ہو گئے ہیں یا مجھ پر ختم ہو گئے ہیں۔ اُس کے انعامات کے دروازے تم سب کے لئے کھلے ہیں۔ اگر تم اُن دروازوں میں داخل ہو کر اُس کے انعامات کو حاصل نہیں کرتے تو تم سے زیادہ بدقسمت اور کوئی نہیں۔ لیکن اگر تم کوشش کرتے ہو اور اُس کے انعامات پر یقین رکھو تو تم وہی کچھ حاصل کر سکتے ہو۔ جو سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ اور شبلیؒ اور معین الدین چشتیؒ نے حاصل کیا۔ تمہارا خدا بخیل نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کے جیب میں کمی ہے۔ اُس کی جیب میں سارے درجے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر تم یقین اور ایمان کے ساتھ اُسکی طرف بڑھو تو وہ معین الدین چشتیؒ والا انعام اپنی جیب سے نکالے گا اور تمہاری جیب میں ڈال دیگا۔ وہ محی الدین ابن عربی

باقی صفحہ ( ) پر ملاحظہ فرمائیں

خدا سے مانگیں

عبدالمالک نمائندہ الفضل
109 علامہ اقبال روڈ
لاہور (پاکستان)

مانگنے والوں کی مختلف اقسام ہیں ایک خدا کے نام پر مانگتا ہے ایک خانہ خدا کے لئے مانگتا ہے ایک رسول کے نام پر مانگتا ہے تو ایک مختلف بزرگوں کے نام پر مانگتا ہے۔ ایک لڑکی کی شادی کے لئے مانگتا ہے ایک بیماری کے علاج کیلئے مانگتا ہے ایک ہسپتال میں مریضوں کی خاطر مانگتا ہے تو ایک جہاد کے نام پر مانگتا ہے امیر بھی مانگتا ہے غریب بھی مانگتا ہے دونوں کے مانگنے کا انداز علیحدہ علیحدہ ہے ایک عاجزی اور مجبوری سے مانگ رہا ہے تو ایک طاقت سے مانگتا ہے ایک وہ بھی ہیں جن کو قرآن نے کہا ہے وہ سفید پوش ہوتے وہ کسی سے نہیں مانگتے ان کو خود تلاش کرنا پڑتا ہے۔

ایک خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو سب کا رب ہے اس کی دو صفات ہیں ایک ہمیشہ مانگنے پر ہر ایک کو دیتا ہے مگر دیتا ہے جو انسان کیلئے بہتر اور بابرکت ہوتا ہے آج تک کروڑ ہا انسان اس دنیا سے چلے گئے مگر کسی نے نہیں کہا کہ خدا نے مجھے نقصان پہنچایا یا خسارہ دیا بلکہ وہ سب سے زیادہ خیر خواہ ہے اور ہمیشہ انسان کی بھلائی چاہتا ہے جب نقصان کرتا ہے انسان اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے یہ تو مانگنے پر دینے کی کیفیت ہے ایک اس کی صفت بن مانگے دینے والا وہ رحمٰن کی صفت ہے جب سے مخلوق اس نے پیدا کی کروڑ ہا چیزیں اس نے اپنی مخلوق کو بن مانگے دیں اور دیتا چلا جا رہا ہے مثلاً سورج بن مانگے دیا اگر اس کی روشنی کا بل ادا کرنا پڑے تو بجلی کا بل بھول جائیں مگر جسقدر اس کی روشنی استعمال ہر روز ہم کرتے ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اور سب سے بڑی بات اس کی روشنی گھنٹوں بھر نہیں جاتی نہ اس کا نظام انسانوں کو تنگ کرتا ہے بلکہ ہر روز ہر لمحہ بن مانگے دیتا ہے اسقدر دیا ہے کہ گننا مشکل ہے۔

بعض ضروریات ایسی ہیں کہ ایک سے پوری نہ ہو تو انسان دوسرے سے پوری کرتا ہے مگر بعض اشیاء مال سے بھی خرید لیتا ہے اور بعض دفعہ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے حصول مشکل ہو جاتا ہے مگر ایک چیز ایسی ہے جو نہ سرمایہ سے ملتی ہے نہ خریدنے سے ملتی ہے نہ تحفۃً ملتی ہے وہ انسانی صحت ہے جو اللہ کے فضل سے ملتی ہے جو اس کا بہت بڑا انعام ہے واقعی ہم سب کیلئے تندرستی ہزار نعمت ہے

اللہ تعالیٰ جسقدر بھی زندگی دے ہر ایک کو صحت والی فعال دے کوئی زندہ انسان سے مانگتا ہے تو کوئی مردہ سے مانگ رہا ہے امیر ملکوں سے غریب ممالک مانگ رہے ہیں ہر ایک محتاج ہے ضرورت پوری کرنے کیلئے مانگتا ہے بتوں کی پوجا کرنے والے غیر حقیقی معبودوں سے مانگتے ہیں ماں باپ سے اولاد مانگتی ہے بیوی میاں سے مانگتی ہے بہن بھائی سے مانگتی ہے بعض حق لینے کیلئے مانگتے ہیں بعض حق ادا کرنے کیلئے مانگتے ہیں۔

انسانوں میں ایک طبقہ وہ ہے جو ہمیشہ سے خدا سے مانگتا ہے اور ان کا یقین ہے کہ سب سے بڑا دیالو وہی رب العالمین ہے اسی پر توکل کرتے ہیں اسی سے مانگتے ہیں اور ان کو عام مخلوق سے ہٹ کر خارق عادت قدرت کے مطابق دیتا ہے وہ اس کو زندہ مانتے ہیں اور ان کا زندہ خدا سے زندہ تعلق ہوتا ہے جب وہ دعا اپنے لئے اپنے خاندان کیلئے اپنی قوم کیلئے مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی سنتا ہے اور ان کا نعرہ یہ ہوتا ہے۔

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

پس وہ کسی کے پاس مانگنے نہیں جاتے بلکہ مانگنے والے ان کے پاس آتے ہیں اور ان کے ذریعہ ان کو مل جاتا ہے اور وہ دعا کی شکل میں جب وہ کسی کیلئے دعا کرتے ہیں تو اللہ ان کی ان کے حق میں قبول کر لیتا ہے جو بڑا معجزہ ان کا ہوتا ہے۔ انہونی کو ہونی ان کی دعا کر دیتی ہے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پہلی دفعہ خانہ کعبہ دیکھے تو اس وقت جو دعا مانگے قبول ہو جاتی ہے ہر کوئی اپنے حساب سے مانگتا ہے اپنی ضرورت کے مطابق مانگتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ایک محبوب بندے حضرت حکیم مولانا الحاج نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے پہلی دفعہ جب حج مبارک کا فریضہ ادا کیا تو اس حدیث کی روشنی میں یہ دعا کی

''الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں اب میں کون کون سی دعا مانگوں پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ میں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کر لیا کر نیز فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہی ہو گئی بڑے بڑے نیچریوں فلاسفروں دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی۔

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ ۱۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی احمدیت نے بھی خدائے واحد سے مانگا اور بے شمار دعائیں کی ہر دعا قبول ہوئی اور لاکھوں کام دعا کے ذریعہ ہوئے یہ اس آقا ﷺ کا ہم سب پر احسان ہے جس کی کامل ذات اور ساری حیات مجسمہ دعا تھی زندگی کے ہر پہلو پر ضرورت ہر حاجت دینی و دنیاوی ہر جنگ میں ہر قسم کے امن میں خدائے واحد سے مانگا اور سب سے زیادہ آپ نے اپنے رب سے مانگا اور دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا دین و دنیا کی کوئی ایسی نعمت نہیں کوئی ایسا فضل نہیں جس سے خدا تعالیٰ نے آپ کو نہ نوازا ہو۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے رب سے مانگا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں اے ہمارے رب! ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تو انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو ہی غالب اور حکمتوں والا ہے (البقرہ آیت ۱۳۰)

ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنے حالات کے مطابق مانگا ہے اور وہ دعا کی شکل میں مانگا اور خدا نے ان کو دیا جو اس وقت کی ضرورت تھی کیونکہ ہمیشہ دین میں خدا تعالیٰ کے انبیاء ہی غالب آئے یہ خدا تعالیٰ کا ان کے ساتھ وعدہ ہوتا ہے جو پورا ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں مانگا

اے میرے رب اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

(القصص آیت ۲۵)

اسطرح سے بھی مانگنے والے ہیں جو خدا کا دامن اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب تک ان کو مل نہیں جاتا۔

ایک واقعہ یوں بھی ہے کہ کوئی بزرگ تھے وہ ہر روز مانگتے تھے اور جواب نہ میں ملتا تھا اس پر بہت عرصہ گزر گیا ہر دفعہ یہی جواب ملتا ایک دن ان کے کسی ملنے والے مرید نے بھی یہ جواب سن لیا اُس پر انہوں نے عرض کی کب سے آپ مانگ رہے ہیں یہی جواب آپ کو ملتا ہے اس پر انہوں نے فرمایا میرا کام مانگنا ہے اس کا کام دینا ہے جب وہ چاہے گا دے گا اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تیری ساری دعائیں قبول کر لی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب خلیفہ ہوئے تو جماعت عالمگیر سے پہلے خطاب میں فرمایا دوست دعا کریں اللہ مجھے قبولیت دعا کا نشان دے۔ خدا تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہزاروں نہیں لاکھوں دعائیں آپ کی قبول کیں اور قبولیت دعا کا نشان دیا کوئی ایسا نہیں جو کہہ سکے میں نے قبولیت دعا کا نشان نہیں دیکھا انفرادی طور پر خاندانوں کے طور پر جماعت کے طور پر ہر ایک نے نشانات دیکھے۔ ملکوں اور قوموں نے آپ کی دعا کی قبولیت کا نشان دیکھا۔

پس اے امیرو۔ اے فقیرو۔ اے غریبو۔ اے محتاجو جب بھی مانگو خدائے واحد و یگانہ سے مانگو وہ سب سے بڑا دینے والا ہے ہر ایک امیر۔ ہر ایک بادشاہ ہر ایک انسان اس کے محتاج ہیں اور خوب مانگو دل کھول کر سوال کرو۔ اپنے لئے مانگو اپنوں کیلئے مانگو اس کے خزانے بھرے ہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے اگر دین مانگنا ہے اور دنیا مانگنی ہے تو کثرت سے درود شریف پڑھو یہ بہت بڑی پیاری دعا ہے اس کے نتیجہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو خدا سے مانگا تھا وہ بھی ملے گا اور جو رسول عربی ﷺ نے مانگا تھا وہ بھی ملے گا۔ سب کچھ وہ ملے گا جو نسل ابراہیم کو ملا۔ کوئی دین اور کوئی دنیا کی نعمت ایسی نہیں جو نہ ملی ہو۔

اے خدا ہم کو کثرت سے مانگنے کی توفیق دے اور تو اپنے فضل سے وہ سب کچھ عطا فرما جو حضرت ابراہیم اور آپ کی آل کو دیا اور دیتا چلا جائے گا۔ مشرکوں میں سے نہ بنانا۔ آمین ثم آمین۔۔

سرکل کریلی (ایم-پی) میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں!

بفضلہ تعالیٰ مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب امیر صوبائی ایم-پی کی امارت اور مکرم رفیق احمد صاحب مالاباری کی نگرانی میں مبلغین و معلمین کی محنت سے ایم پی میں تبلیغی و تربیتی مہم تیزی سے چل رہی ہے۔ آئندہ ماؤں کی مخالفت کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام قسم کے حفاظتی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ مورخہ ۱۵ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کو اسی غرض سے ایک وفد نے ضلع نرسنگھ پور کے ڈی-سی سے ملاقات کی۔ اور انہیں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا گیا۔ جس سے وہ کافی متاثر ہوئیں۔ اور آئندہ قانونی حفاظتی انتظامات کرانے کا وعدہ کیا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔ نیز اس علاقہ میں اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کے ہر گلی کوچوں گاؤں گاؤں میں پھیلنے کے سامان پیدا فرمائے۔ (آمین)

(حلیم احمد سرکل انچارج کریلی ایم-پی)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

تاریخ کے آئینہ سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ مبارک

☆آپ مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ تھے یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا☆

☆آپ کے چہرے پر نورانیت کے ساتھ رعونت، ہیبت، اور استکبار نہ تھے بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش تھی☆

حلیہ مبارک کا خلاصہ

آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ ''آپ مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ تھے'' مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا نہ ہو کہ ''یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا''۔ اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت، ہیبت اور استکبار نہ تھے بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے۔ آس پاس کے دیہات اور خاص شہر کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آمد سنکر ملاقات اور مصافحہ کے لئے آنا شروع کیا۔ اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور انکو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کر کے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا جب تک خود مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہکر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ ''حضرت صاحب یہ ہیں'' بعینہ ایسا واقعہ ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں پیش آیا تھا۔ وہاں بھی لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسول خدا سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے۔ جب تک انہوں نے اپنی چادر سے سایہ کر کے لوگوں کو انکی غلطی سے آگاہ نہ کر دیا۔

جسم اور قد

آپ کا جسم دبلا نہ تھا نہ آپ بہت موٹے تھے البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخری عمر تک سیدھے رہے۔ نہ کمر جھکی نہ کندھے۔ تمام جسم کی اعضا میں تناسب تھا۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو۔ غرض کسی قسم کی بد صورتی آپ کے جسم میں نہ تھی۔ جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت کھردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپ کا جسم پلپلا اور نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال نہیں سے بھی نہ لٹکی نہ آپ کے جسم پر جھریاں پڑیں۔

آپ کا رنگ

آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی کی جھلک مارتی تھی۔ اور یہ جھلک جو آپ کے چہرے کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی۔ بلکہ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلا، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت اور تکالیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرے پر ایک بشارت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل سے اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرے پر یہ بشارت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔

آپ کے بال

سر کے بال نہایت سیدھے، چکنے، چمکدار اور نرم تھے اور مہندی کے رنگ سے رنگین رہتے تھے۔ گھنے اور کثرت سے نہ تھے بلکہ کم کم اور نہایت ملائم تھے۔ گردن تک لمبے تھے آپ نہ سر منڈواتے تھے نہ خشخاش یا اس کے قریب کترواتے تھے۔ بلکہ اتنے لمبے رکھتے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔ سر میں تیل بھی ڈالتے تھے۔ چنبیلی یا حنا وغیرہ کا۔ یہ عادت تھی کہ بال سوکھے نہ رکھتے تھے۔

ریش مبارک

ریش مبارک اچھی گھندار تھی۔ بال مضبوط موٹے اور چمکدار سیدھے اور نرم حنا سے سرخ رنگے ہوئے تھے۔ داڑھی کو لمبا چھوڑ کر حجامت کے وقت فاضل آپ کتروا دیتے تھے۔ یعنی بے ترتیب اور ناہموار نہ رکھتے تھے۔ بلکہ سیدھی نیچے کو اور برابر رکھتے تھے۔ داڑھی میں بھی ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک پھنسی گال پر ہو جانے کی وجہ سے وہاں سے کچھ بال پورے ہی کتروا دئے تھے اور وہ تبرک کے طور پر لوگوں کے پاس اب تک موجود ہیں۔ ریش مبارک تینوں طرف چہرے کے تھی۔ بہت خوبصورت، نہ اتنی کم کہ چھدری اور ٹھوڑی پر ہوں نہ اتنی کہ آنکھوں تک بال پہنچیں۔ ریش مبارک کی طرح مونچھوں کے بال بھی مضبوط اور اچھے موٹے اور چمکدار تھے۔ اور لبیں کترواتے تھے مگر نہ اتنی کہ جو وہابیوں کی طرح منڈی ہوئی معلوم ہوں نہ اتنی لمبی کہ ہونٹوں کے کنارے سے نیچی ہوں۔ جسم پر آپ کے بال صرف سامنے کی طرف تھے۔ پشت پر نہ تھے اور بعض اوقات سینہ اور پیٹ کے بال آپ منڈوا دیا کرتے تھے یا کتروا دیتے تھے۔ پنڈلیوں پر بہت کم بال تھے۔ اور جو تھے وہ نرم اور چھوٹے اسی طرح ہاتھوں کے بھی۔

چہرہ مبارک

چہرہ آپ کا کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف ستر اور اسی کے درمیان تھی پھر بھی جھریوں کا نام ونشان نہ تھا اور نہ متفکر اور غصہ ور طبیعت والوں کی طرح پیشانی پر شکن کے نشانات نمایاں تھے۔ رنج، فکر، تردد، یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے کے بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔

چشم

آپ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ مگر پپوٹے اس وضع کے تھے کہ سوائے اس وقت کے جب آپ انکو خاص طور پر کھولیں ہمیشہ قدرتی غض بصر کے رنگ میں رہتی تھیں بلکہ جب مخاطب ہو کر کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتیں۔ گھر میں بھی بیٹھتے تو اکثر آپ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کے قابل ہے کہ آپ نے کبھی عینک نہیں لگائی اور آپ کی آنکھیں کام کرنے سے کبھی نہ تھکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ کا آپ کے ساتھ حفاظت عین کا ایک وعدہ تھا جس کے ماتحت آپ کے چشمان مبارک آخری وقت تک بیماری اور تکان سے محفوظ رہیں۔ البتہ پہلی رات کا ہلال آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ناک حضرت اقدس کی نہایت خوبصورت اور بلند بالا تھی پتلی، سیدھی، اونچی اور موزون، نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی، کان آنحضور کے متوسط یا متوسط سے ذرا بڑے، نہ باہر کو بہت بڑھے ہوئے نہ بالکل سر کے ساتھ لگے ہوئے۔ قلمی آم کی کاش کی طرح اوپر سے بڑے نیچے چھوٹے۔ قوت شنوائی آپ کی آخر وقت تک عمدہ اور خدا کے فضل سے برقرار رہی۔

رخسار مبارک آپ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آویں۔ نہ رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ بھنویں آپ کی الگ الگ تھیں، پیوستہ ابرو نہ تھے۔

پیشانی اور سر مبارک

پیشانی مبارک آپ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپ کے جبین سے ٹپکتی تھی۔ علم قیافہ کے مطابق ایسی پیشانی بہترین نمونہ اعلیٰ صفات اور اخلاق کا ہے۔ یعنی جو سیدھی ہو نہ آگے کو نکلی ہو نہ پیچھے کو دھسی ہوئی اور بلند ہو۔ یعنی اونچی اور کشادہ ہو اور جو چوڑی ہو، بعض پیشانیاں گو اونچی ہوں مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں اور پھر یہ خوبی کہ چیں جبیں بہت ہی کم پڑتی تھی۔ سر آپ کا بڑا تھا اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا چوڑا بھی تھا...... اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ سرحدی لوگوں کے سروں کی طرح پیچھے سے پچکا ہوا نہ تھا۔ اور آپکی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کے کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک

لب آپ کے پتلے نہ تھے مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ برے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہے۔ بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھانک لیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپ کے آخری عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا۔ جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ داڑھ کا سرا ایسا نوک دار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تھا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کروایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑھیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا۔ مگر آپ کے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن کے بعد کرتا بدلیں اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک

گردن آپکی متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم ﷺ کی طرح انکی اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ، حجامت، حنا، مسواک، روغن اور خوشبو، کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق سے آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر بانکے یا بنے ٹھنے رہنا آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

(بحوالہ سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم)

☆ ☆ ☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

ارشادِ نبوی ﷺ

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 بینگو لین کلکتہ 70001

دوکان 248-5222.248-1652,243-0794

رہائش 237-8468 237-0471

صوبہ اِرِنگا (Iringa) تنزانیہ، مشرقی افریقہ کے

نومبائعین کا سہ روزہ صوبائی تربیتی جلسہ

امبالامازیوا{Mbala Maziwa} کی خوبصورت اور وسیع مسجد کا افتتاح ☆ اِرِنگا کے علاوہ آٹھ صوبوں سے نمائندگان کی شمولیت ☆ محفل سوال و جواب اور ☆ علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد ☆ ایک ہزار سے زائد افراد کی شرکت

رپورٹ :- مکرم مظفر احمد صاحب باجوہ مبلغ سلسلہ تنزانیہ

آل صوبہ اِرِنگا (تنزانیہ، مشرقی افریقہ) کا یہ سہ روزہ تربیتی جلسہ امبالامازیوا میں منعقد ہوا۔ امبالامازیوا تنزانیہ، مشرقی افریقہ کے صوبہ ارنگا کا ایک گاؤں ہے۔ پچھلے سال جب گاؤں کے لوگوں کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا گیا تو انہوں نے پیغام کو قبول کر لیا اور جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کا یہ پرانا گاؤں ہونے کے باوجود یہاں کوئی مسجد نہ تھی جماعت کے قیام کے بعد جلد ہی یہاں ایک وسیع اور خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی۔

پہلا دن

۲۰ جولائی ۲۰۰۱ء جلسہ کا پہلا دن جمعہ کا بابرکت دن تھا۔ اس دن کو علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے ذریعہ ذیلی تنظیموں کے اجتماع کی شکل دے دی گئی چنانچہ صبح ساڑھے نو بجے سے گیارہ بجے تک ایک دلچسپ اور دوستانہ فٹ بال میچ کھیلا گیا۔

مسجد کا افتتاح

میچ کے بعد احباب نے نماز جمعہ کی تیاری کی۔ مکرم مظفر احمد صاحب درّانی امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے نماز جمعہ پڑھا کر مسجد کا افتتاح کیا۔ اور قرآن مجید کی روشنی میں مساجد کے فیوض و برکات پر خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین کی بابرکت تحریک ''سو مساجد کی تعمیر'' کے سلسلہ میں یہ تنزانیہ میں ۲۸ ویں مسجد ہے۔

مارکیٹ میں تبلیغ کا پروگرام

گاڑیوں میں لاؤڈ سپیکر نصب کر کے جلسہ گاہ سے قریب واقع مارکیٹ اور اس کے اردگرد احباب کو جمع کرنے کی خاطر خوب اعلان کیا گیا جب احباب مقررہ جگہ پر کافی تعداد میں جمع ہو گئے تو ''اجرائے نبوت'' اور ''آمد مسیح'' کے عنوانات پر دو تقریریں کی گئیں اور اس کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے

مقابلہ جات

بعد نماز مغرب و عشاء لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کی تنظیموں کے الگ الگ علمی مقابلے ہوئے۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا پہلا اجلاس Dr. Idi Nwang صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ مہمان خصوصی ضلعی کونسلر Mr. Kidenya تھے۔ اس اجلاس میں کل تین تقاریر ہوئیں مکرم بکر عبید صاحب مبلغ سلسلہ نے ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے موضوع پر مکرم محمود احمد شاہ مبلغ سلسلہ نے ''اسلام میں خلافت کی اہمیت'' کے عنوان پر اور مکرم عبداللہ بانگا صاحب نے ''سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی ملکی خدمات کا اعتراف کیا اور نظام جماعت کی تعریف کی۔

دوسرا اجلاس

بعد دو پہر دوسرا اجلاس مکرم امیری عبید کلوٹا صاحب نائب امیر کی زیر صدارت ہوا۔ پہلی تقریر ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بائبل میں'' کے عنوان پر عبداللہ بانگا صاحب نے کی۔ دوسری تقریر مکرم یوسف سونکو صاحب نے ''مسیح موعودؑ کی آمد'' کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ بعد نماز مغرب و عشاء مکرم عبداللہ بانگا صاحب نے نیشنل سیکرٹری تربیت نومبائعین کی زیر صدارت ایک تربیتی سیمینار ہوا۔ جس میں چند منتخب موضوعات پر احباب کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔

تیسرا دن

تیسرے دن کا پہلا اجلاس Dr. Mkamla Mwanga صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ اس میں درج ذیل تقاریر ہوئیں۔

۱)...... ''اطاعت نظام'' از مکرم بکر عبید صاحب مبلغ سلسلہ تنزانیہ۔

۲)...... ''مالی قربانی کی اہمیت'' از مکرم علی راشدی صاحب

۳)...... ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ'' از مکرم یوسف گی سونکو صاحب۔

اس کے بعد نومبائعین نے اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس بعد دو پہر مکرم مظفر احمد صاحب دُرّانی کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم عبداللہ بانگا صاحب نے ''اسلام میں نکاح کی حکمت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ مہمان خصوصی Mr. Mgoda حکومتی پارٹی کے صوبائی صدر نے دوران خطاب فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر امن اور محب وطن جماعت ہے۔ جو انسانیت کی خدمت کر کے فخر محسوس کرتی ہے۔ مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب صدر جلسہ نے اختتامی خطاب فرمایا، خطاب کے بعد آپ نے مہمان خصوصی سے علمی اور ورزشی مقابلوں میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کے درمیان انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کی۔ بعد تقسیم انعامات مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ اور آخر پر امیر صاحب کی دعا کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ میں صوبہ ارنگا کے علاوہ آٹھ صوبوں سے نمائندگان نے شرکت کی۔ شریک ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔

کمانگ بوگور میں جماعتہائے احمدیہ انڈونیشیا کا کامیاب جلسہ سالانہ

دس ہزار تین سو سے زائد افراد کی شرکت

کمبوڈیا، ملائشیا، اور سنگاپور کے نمائندگان کی شمولیت

رپورٹ:- مکرم محمد ظفر اللہ صاحب مبلغ سلسلہ

انڈونیشیا میں چھوٹے بڑے بیسیوں جزائر ہیں ہر جزیرے کی اپنی تہذیب ہے اور ان کی اپنی مقامی زبان ہے۔ لیکن انڈونیشین ان سب کی قومی زبان ہے۔

انڈونیشیا کے جلسہ سالانہ ۲۰۰۱ء کا انعقاد جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے مرکز 'کمانگ بوگور' میں ہوا۔ مردانہ جلسہ گاہ مسجد 'الناصر' کے سامنے تیار کیا گیا۔ ساتھ ہی دائیں طرف مستورات کا جلسہ گاہ بنایا گیا۔

شعبہ رجسٹریشن کے مطابق آخری دن تک ۱۰۳۲۰ افراد کے رجسٹریشن ریکارڈ کئے گئے۔

امسال جلسہ سالانہ میں ایک تبلیغی سنٹر بنایا گیا جس کے ذریعہ واردین جلسہ کو انڈونیشیا اور عالمگیر جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی معلومات فراہم کی گئیں۔ علاوہ ازیں بک سٹال لگائے گئے۔ شعبہ رشتہ و ناطہ کے دفاتر بھی قائم کئے گئے۔ اور شعبہ ہومیو پیتھک نے بھی کثیر تعداد میں لوگوں کو طبی امداد بہم پہنچائی۔

پہلا دن

مورخہ ... جون ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ گاہ میں خطبہ جمعہ مکرم مولانا عبد الباسط صاحب امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے دیا۔ نماز جمعہ کے بعد لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ اس کے بعد افتتاحی اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔

افتتاحی اجلاس مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم احمد داؤد صاحب کی تلاوت اور رحمت عزیز صاحب کی نظم کے بعد مکرم امیر صاحب صدر جلسہ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد علی الترتیب مکرم منیر الاسلام صاحب استاد جامعہ احمدیہ اور مکرم سیوطی عزیز صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا کا خطاب ہوا۔

رات آٹھ بجے ہومیو پیتھک ڈیپارٹمنٹ کا پہلا اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ صدر ہومیو پیتھک ڈیپارٹمنٹ مکرم مولانا ظفر اللہ احمد پونتو صاحب نے بتایا کہ اس وقت ۲۹۷ ہومیو ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے بھی اس موقع پر مختصر خطاب فرمایا۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا پہلا اجلاس مکرم ڈاکٹر ایڈنگ کوستاوی صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا قمر الدین صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے ''حضرت مسیح موعود کی آمد اور آپ کی صداقت'' کے عنوان پر اور مکرم عبد الرزاق صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے ''انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ'' کے عنوان پر اور مکرم مولانا محی الدین شاہ صاحب مبلغ ولایا مغربی سماٹرا نے ''پروگرام رشتہ و ناطہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسرا اجلاس

دو بجے دوسرا جلسہ مکرم حاجی انچانگ جارکاسی صاحب نیشنل سیکرٹری رشتہ و ناطہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس میں کمبوڈیا، ملائشیا اور سنگاپور کے وفود نے وہاں پر جماعت احمدیہ کی موجودہ حالت پر روشنی ڈالی۔ اور چند نومبائعین نے اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات سنائے۔ اس کے بعد مکرم پروفیسر دوام صاحب نے ''انڈونیشیا میں مذہبی رواداری'' کے عنوان پر خطاب کیا۔ رات سات بجے مکرم امیر صاحب انڈونیشیا نے لجنہ جلسہ گاہ میں لجنہ سے خطاب فرمایا۔

مجلس سوال و جواب

رات آٹھ بجے جلسہ گاہ میں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ مکرم منیر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم محی الدین شاہ صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔

تیسرا دن

آٹھ بجے مکرم عبد الباسط صاحب امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا تلاوت و نظم کے بعد مکرم معراج الدین شاہد صاحب مبلغ ولایا مغربی جاوا نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد ایک مہمان مکرم ڈاکٹر اسکاندار ذوالقرنین صاحب پروفیسر اسلامک انسٹی ٹیوٹ نے اپنے تاثر میں فرمایا کہ **اس جماعت نے اسلام کی جیسی خدمت سر انجام دی ہے عالم اسلام میں کسی کو ایسی توفیق نہیں ملی**۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور آخر پر جلسہ کے تمام کارکنان و مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کروائی۔ دعا کے ساتھ یہ سہ روزہ جلسہ سالانہ اللہ کے بے حد فضل و کرم کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ ☆......☆......☆

لنگر حضرت مسیح موعودؑ

۱۹ جولائی سے ۲۳ جولائی تک مہمانوں کی تواضع کے لئے لنگر جاری رہا سارا انتظام لجنہ اماء اللہ کے سپرد تھا۔ جنہوں نے نہایت حسن و خوبی اور ذمہ داری کے ساتھ کام سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ☆......☆

بقیہ صفحہ: (۱)

کہ اس کے پاس کوئی دینار اور درہم نہ ہوگا، تب اگر اس زیادتی کرنے والے کے کوئی نیک اعمال ہوئے تو اس زیادتی کے برابر اعمال، اس کے اعمال نامے سے وضع کر لئے جائیں گے۔ اور اگر اس کے اعمال نامے میں کوئی نیکیاں نہ ہوئیں تو جس پر اس نے زیادتی کی تھی اس کی برائیاں لیکر زیادتی کرنے والے پر ڈال دی جائیں گی۔

حضور پرنور نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد اقتباسات بیان فرمائے جن سے دو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ اور کوئی انسان اس شریف لقب، اہل اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے۔ اور اپنی انانیت سے مع اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسکی راہ میں نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اُس وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کی نفس امارہ کا نقش ہستی مع اس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے۔ اور پھر اس موت کے بعد محسن للہ ہونے کے لئے نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے۔ اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خالق اور ہمدردیٔ مخلوق کے اور کچھ بھی نہ رہے۔''

ایک مختصر اقتباس حضور پرنور نے یہ بیان فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''اب وہ دَور مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہر حال خدا تعالیٰ آسمان میں ایسے اسباب پیدا کر دے گا جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پر تھی، اب عدل اور امن اور صلحکاری سے پر ہو جائیگی۔ اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصہ لیں''

اس کے بعد حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کی صفت 'سلام' ہی سے متعلق سورۃ الحشر کی ذیل کی آیت کی تلاوت فرمائی اور ترجمہ بیان فرمایا۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الحشر)

ترجمہ:- وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، وہ پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے، پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

پھر حضور پرنور نے صفت 'سلام' سے متعلق چند احادیث بیان فرمائیں۔ اور اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا کہ اسلام کا اصلی سرچشمہ اس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس کا نام 'السلام' ہے۔

حضور پرنور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چندان الہامات کا تذکرہ فرمایا جن الہامات میں اللہ جل شانہ نے آپ کے متعلق 'السلام' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پھر حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خطبہ عید الفطر پڑھ کر سنایا اور پھر احادیث بیان فرمائیں۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا ایک مختصر اقتباس عیدین کے بارہ میں سنایا کہ کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی اور اجتماع کے موقعوں کو بھی ذکر الٰہی سے سجا دیا۔ جب کہ دوسری قوموں کے خوشی اور اجتماع کے مواقع اس سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔

پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات بیان فرمائے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دوسرے سے تعاون، ہمدردی اور بھائی چارہ پر زور دیا۔ خاص طور پر یہ کہ طاقتور اور مالدار غریب اور کمزور بھائیوں کا بار اٹھائیں، ان سے ہمدردی اور تعاون سے پیش آئیں۔

آخر پر حضور نے فرمایا کہ اب میں یاد دہانی کے طور پر یہ بتا دیتا ہوں کہ اپنی عید کی خوشیوں میں اپنے غریب بہن بھائیوں کو بھی ضرور شامل کریں۔ میں ہمیشہ اس عید کے موقع پر یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر امراء اپنے بچوں کے علاوہ غریبوں کے گھر جا کر ان کو بھی عیدی دیں تو ان کا دل بے انتہا شکر سے لبریز ہو کر ان کو دعائیں دے گا۔ وہ ایسی دعائیں ہیں جو ضرور مقبول ہوں گی۔ ان کے گھر امیر کا جانا ہی ان کے لئے ایک شرف ہوتا ہے۔ پس اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور ان کو عید کی مبارک باد دیں۔ اور جتنی توفیق ہو انکو بھی اپنی عیدی میں شامل کریں۔

آخر پر حضور پرنور نے ساری دنیا کی جماعتوں کو عید مبارک کا پیغام دیا۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ جو محتاج ہیں وہ ہمارے اسیران راہ مولیٰ ہیں۔ فرمایا یہ انہیں کی برکتیں ہیں کہ جو ساری دنیا میں جماعت کروڑوں کی تعداد میں پھیل رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پرنم آنکھوں اور نہایت رقت بھرے لہجے میں فرمایا کہ چند اسیروں کی قربانیاں ہیں جو ہم سب کے کام آ رہی ہیں۔ ان کے لئے ضرور دعائیں کریں اور شہدائے احمدیت کے پسماندگان کے لئے۔ ان سب کو ضرور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ ☆......☆

بقیہ صفحہ: (۵۱)

والا انعام اپنی جیب سے نکالے گا اور تمہاری جیب میں ڈال دیگا۔ وہ ولی اللہ شاہ دہلویؒ والا انعام نکالے گا اور تمہاری جیب میں ڈال دیگا''

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی کے تجربے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مَر کے پھر زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔۔۔ اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے، بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا۔ تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ یہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اسکی روح بول اٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا۔ خدا میں ہو کر نہیں مرتا۔ وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ خدا کیلئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔''

(بحوالہ الحکم نمبر ۳۱ جلد ۴ مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۰۰ء)

پس آخر میں حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ کے ساتھ مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

''پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لو اور اس غرض کے لئے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرو تا کہ ایک کے بعد دوسری نسل اور تیسری نسل اس بوجھ کو اٹھاتی چلی جائے اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا رہے۔۔۔ اس وقت اسلام کی کشتی بھنور میں ہے اور اس کو سلامتی کے ساتھ کنارے تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اگر ہم اس کی اہمیت کو سمجھے اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں تو ہزاروں نوجوان خدمت دین کے لئے آگے آسکتے ہیں۔ تمہارے بعد بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہونگے۔ بڑے بڑے علماء پیدا ہونگے، بڑے بڑے صوفیاء پیدا ہونگے، بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں جو مرتبہ رسول کریمؐ کے ایک چھوٹے سے چھوٹے صحابی کو بھی ملا وہ ان بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوا۔ پس خدمت دین کے اس اہم موقعہ کو جو تمہیں صدیوں کے بعد نصیب ہوا ہے ضائع مت کرو اور اپنے گھروں کو خدا تعالیٰ کی برکتوں سے بھرلو۔''

(بحوالہ الفضل ۸ر جنوری ۱۹۶۱ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی راہ میں زندگی وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

''پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں''

☆☆☆

نماز جنازہ

مورخہ ۰۱-۱۱-۲۲ بروز جمعرات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبل نماز ظہر درج ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

۱)......مکرم رحیم بخش صاحب آف گیانا ساؤتھ امریکہ وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ربوہ میں تعلیم پائی اور ۱۹۵۶ء میں لندن پہنچے اور سکونت اختیار کی۔ آپ جماعت ٹوٹنگ کے ممبر تھے۔

نماز جنازہ غائب

مکرم سید مصطفیٰ ھدرج صاحب ۴ نومبر ۲۰۰۱ کو لبنان میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سیرالیون کے ابتدائی لبنانی احمدی تھے۔ ۱۹۵۴ء کے جلسہ سالانہ سیرالیون کے موقع پر بیعت کا شرف حاصل کیا ان کا مبلغین سلسلہ سے تعاون اور خلافت احمدیت سے عقیدت و محبت مثالی تھا۔ آپ ایک فدائی احمدی تھے اور مالی معاونت نمایاں تھی۔ ان کے بیٹے سعید ھدرج صاحب اب بھی سیرالیون جماعت کے نہایت مخلص اور فعال رکن ہیں اور مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

۲)......مکرمہ سلمیٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب (وکیل المال اول ربوہ) بتاریخ ۱۴ جون وفات پا گئیں اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ حضرت سردار عبدالحمید صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور مکرم ظفر احمد سرور مبلغ سلسلہ امریکہ کی والدہ تھیں۔ آپ ایک مخلص نیک دل خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے پیچھے ۶ بیٹے بیٹیاں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم فضل احمد صاحب یو کے جماعت کے فعال ممبر ہیں۔

۳)......مکرم میاں عبدالماجد صاحب ۱۶ نومبر کو سرگودھا میں بعمر ۸۴ سال وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نیک دعا گو مخلص احمدی تھے۔ آپ مکرم میاں عبدالسلام صاحب آف کنگسٹن کے بڑے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین اور اسی طرح جماعت کے دوسرے سب مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کو اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 50 Thursday, 27 Dec. 2001 Issue No: 52

Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702

قادیان میں رمضان المبارک کے لیل ونہار
اور
عیدالفطر کی پرمسرت بابرکت تقریب

الحمدللہ رمضان کا مبارک مہینہ ایک بار پھر ہماری زندگیوں میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس ماہ میں عبادات کی توفیق عطا فرمائی اس بار موسم بھی بہت خوشگوار رہا سردی بھی کم تھی حسب معمول قادیان کی مرکزی مساجد میں بعد نماز عشاء حفاظ کرام نے نماز تراویح پڑھائی اور بعد نماز فجر علماء کرام نے قرآن مجید اور حدیث کی روشنی میں ۱۵ منٹ درس دیا نیز بعد نماز فجر مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مردوزن اور بچوں نے اسلام واحمدیت کی ترقی اور عالم انسانیت کی فلاح وامن کیلئے دُعائیں کیں۔ اور گھروں اور مساجد میں تلاوت کی اسی طرح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا درس القرآن جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل سے براہ راست ۵ بجے ہندوستانی وقت کیمطابق نشر ہوتا تھا مساجد کے علاوہ اجتماعی سنٹرز اور انفرادی طور پر اہالیان قادیان نے اپنے گھروں میں سنا۔ سحری کے وقت جگانے کیلئے خدام الاحمدیہ کی طرف سے انتظام کیا گیا تھا۔ آخری عشرہ میں احباب ومستورات کو سنت نبوی کی پیروی میں اعتکاف کی سعادت ملی۔ عید کا چاند نظر آنے کے بعد ۱۷ دسمبر کو عیدالفطر کی تقریب احمدیہ گراؤنڈ میں بنائے گئے وسیع پنڈال میں منعقد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کی اجازت سے ۱۰ بجے صبح محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم دارالقضاء قادیان نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے بتایا کہ رمضان مجاہدہ صبر امتحان اور مشکلات برداشت کرنے کا دور ہوتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کو فرحت اور خوشی عطا کی جاتی ہے تمام قومیں اپنی خوشی کے مواقع پر اپنے قریبیوں کو اکٹھا کرتی ہیں اور جتنی بڑی اجتماعیت ہوگی اتنی ہی خوشی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ رمضان میں انسان خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی حلال و جائز چیزوں کو بھی چھوڑتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ حقیقی خوشی وہ ہے جو دائمی ہو اور کبھی اسکا خاتمہ نہ ہو۔

رمضان کے سچے مجاہدہ کے نتیجہ میں صبر اور صلوٰۃ کو اختیار کرنے سے انسان نفس امارہ سے ترقی کرتا ہوا نفس لوامہ اور مطمئنہ میں داخل ہو جاتا ہے قرآن مجید فرماتا ہے کہ صرف کھانا پینا چھوڑنا ہی کافی نہیں بلکہ پورا زور لگا کر سخت مجاہدہ سے ہی خدا تک پہنچا جا سکتا ہے روزہ کے بعد دو خوشیاں ملتی ہیں۔ افطار کی خوشی اور خدا سے ملاقات کی خوشی۔ اور رمضان یہی دو خوشیاں دینے آتا ہے۔ جس طرح اجتماعیت سے خوشی بڑھ جاتی ہے ہماری خوشی تب مکمل ہوگی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ساری دنیا آجائے گی۔ اس کے لئے ہمیں نیک اخلاق اور عمدہ نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کے دل فتح کئے جاسکیں اور اس کے ذریعہ لوگ اسلام کی طرف رجوع کریں اور اس کیلئے ہمیں دعوت الی اللہ کی بھی بہت ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہماری خامیوں کو دور کرے اور اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ بجالانے کی توفیق دے۔

خطبہ ثانیہ میں آپ نے حضور ایدہ اللہ کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان اور آپ کی بیگم صاحبہ کی صحت و تندرستی کیلئے بھی دُعا کی درخواست کرتے ہوئے اجتماعی دُعا کرائی۔ اس کے بعد احباب نے ایک دوسرے سے ملکر عید کی مبارکباد دی۔ اور اس موقعہ پر مضافات قادیان سے تشریف لانے والے تمام مہمانان کرام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ سے کھانا کھلایا گیا جس کے لئے عملہ لنگر خانہ کے ساتھ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی نگرانی میں خدام نے تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۲ء میں
شرکت کے خواہشمند احباب سے گذارش

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۶ ویں جلسہ سالانہ کیلئے جولائی ۲۶۔۲۷۔۲۸۔۲۰۰۲ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ افسر جلسہ سالانہ ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب اور افسر جلسہ گاہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب اور افسر خدمت خلق مکرم ابراہیم احمد نونن صاحب ہونگے۔

جو احباب اس جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ برائے مہربانی اپنے جملہ کوائف امیر جماعت یا صدر جماعت کی سفارش کے ساتھ صوبائی امیر کے توسط سے نظارت امور عامہ میں بھجوادیں۔ تا اُن احباب کو اسپانسر شپ دیئے جانے کے تعلق سے بروقت کارروائی کی جاسکے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

لازمی چندہ جات کے ضمن میں آمد کی معین تعریف

جیسا کہ احباب کو علم ہیکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء عظام نے جماعت احمدیہ کے ہر برسر روزگار فرد کو اپنی صحیح اور معین آمد کے مطابق لازمی چندہ جات (حصہ آمد۔ چندہ عام۔ جلسہ سالانہ) ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مگر جماعت کے بہت سے عہدیداران اور احباب ومستورات عدم علم کی بنا پر آمد کی تعریف میں اپنی اپنی توجیہات پیش کر کے قربانی کے اس معیار پر پورا اترنے سے محروم ہو جاتے ہیں جو ادائیگی لازمی چندہ جات کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے تمام عہدیداران وافراد جماعت کی آگاہی کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظور فرمودہ آمد کی وہ معین تعریف درج ذیل کی جاتی ہے جو زیر ریزولیشن ۹۱-۲-۱۹/ غ۔م۔۱۱۱ اور ۹۲-۱۱-۲۹/ الف ۹۴ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں اور زیر ریزولیشن ۰۱-۷-۱/ ۵۷۱م صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ریکارڈ ہو چکی ہے۔

۱)...... مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی آمد کو آمد شمار کیا جائیگا۔ ہر چندہ دہندہ شرط تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اخلاص اور ضمیر کی کسوٹی پر باشرح چندہ ادا کریگا۔ مکان وغیرہ کے کرائے اور اس قسم کی متفرق چیزیں وضع کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ پیشہ وارانہ فرائض منصبی کے ضمن میں سفروں کے دوران ملنے والے زادراہ کو آمد سے مستثنیٰ شمار کیا جائیگا سوائے اس کے کہ اس میں سے بچت پر اگر کوئی از خود چندہ ادا کرے تو مستحسن ہے۔

۲)...... گورمنٹ ڈیوز از قسم ٹیکس۔ ریونیو۔ لوکل رینٹ۔ لازمی انشورنس وغیرہ جو گورنمنٹ کے حکم یا منظوری سے عائد یا تجویز کئے گئے ہوں آمدنی میں شمار نہیں ہونگے۔ یعنی انکی منہائی کے بعد جو آمدنی رہیگی اس پر چندہ واجب ہوگا۔

۳)...... اگر جائیداد بنانے کیلئے قرض لیا جائے اور اس قرض کو اقساط میں واپس کیا جائے تو چندہ کی ادائیگی کے لئے ان اقساط کی رقم آمدنی میں سے وضع نہیں ہوگی۔ ہاں جو قرض لیا ہے اگر اسے آمد تصور کر کے اس پر چندہ ادا کرنے کے بعد جائیداد پر رقم لگائے تو پھر واپسی قرضہ کی اقساط پر چندہ واجب نہیں ہوگا۔ وہ منہا کر کے باقی پر چندہ ادا کریگا۔

۴)...... اگر کوئی فرد جماعت اپنے مستقل گزارہ کے لئے قرض پر انحصار کر رہا ہو تو وہ اس قرض پر بھی واجب چندہ ادا کریگا۔ ہاں جب اس قرض کی رقم واپس کریگا تو اس وقت واپسی قرض کی رقم کو اپنی آمد سے منہا کرنے کے بعد اس پر چندہ ادا کریگا۔

۵)...... ہنر، پیشہ یا دیگر پیشہ ور اور پریکٹیشنرز اور زمیندارہ کے وہ اخراجات جو مندرجہ تعریف مذکورہ بالا کے حصول کیلئے برداشت کرنا پڑے وہ بھی چندہ سے مستثنیٰ ہونگے۔

۶)...... زمیندارہ آمدنی میں سے علاوہ ان ڈیوز کے جو آئٹم نمبر ۵ میں درج ہیں قیمت بیج جو زمین میں ڈالا گیا اور خرچ زراعتی معاونین بھی وضع ہونگے اور باقی ماندہ آمدنی پر چندہ واجب ہوگا۔

۷)...... ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ کی جو کٹوتی ہو اس کی رقم آمد میں سے وضع نہیں ہوگی۔ تاہم جب یہ ملازم کو واپس ملیگا اس وقت اس پر چندہ واجب نہیں ہوگا۔ محکمہ کی طرف سے جو رقم ملے گی اس پر چندہ واجب ہوگا۔ اسی طرح پنشن کی کمیوٹ شدہ رقم پر بھی چندہ واجب ہوگا۔

۸)...... اگر کوئی دوست چندہ کی ادائیگی یا شرح کے مطابق ادائیگی میں تنگی محسوس کریں تو وہ معین وجہ بیان کر کے امیر جماعت کے توسط سے خلیفہ وقت سے جزوی یا کلی معافی حاصل کر سکتے ہیں۔ اجازت لیکر شرح سے کم چندہ دینے والے ووٹ دینے کے تو حقدار رہیں گے لیکن ذمہ وار عہدوں پر ان کی تقرری یا انتخاب سے پہلے مرکز سے اجازت لینی ضروری ہوگی۔ یہ اس لئے کہ مبادا مالی کمزوری میں پیچھے رہنے والا عہدیدار دوسروں کے لئے غلط نمونہ نہ بن جائے

نوٹ:- اس معافی کا اطلاق چندہ وصیت پر نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں کہ موصی شرح کے مطابق وصیت ادا نہ کر سکے اسے بامر مجبوری وصیت منسوخ کرا لینی چاہئے۔

۹)...... اگر جماعت کے علم میں کسی موصی کے متعلق کوئی ایسے قطعی شواہد آئیں جن سے غالب گمان ہو کہ چندہ دہندہ کا اپنے متعلق آمد کا فیصلہ غلط ہے اور بحیثیت موصی اس کا یہ فعل قابل گرفت ہے تو ایسے شخص کا معاملہ متعلقہ شواہد کے ساتھ مجلس کارپرداز میں برائے غور پیش کیا جائے۔

برائے مہربانی آمد کی اس معین تعریف کو پیش نظر رکھ کر اپنی جماعت کے ہر برسر روزگار احمدی کے بجٹ لازمی چندہ بجٹ کا جائزہ لیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی بھی فرد خدا تعالیٰ کے حضور معیاری قربانی پیش کرنے کے ثواب سے محروم نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپکو اپنے فرض منصبی کی مناسبت سے مقبول خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

☆......☆......☆